جماعت

لیکن یہ انقلاب عظیم جو ہیئت انسانیت میں ہوا، جس نے دنیا کو یکسر بدل دیا اور جس عزیز گم گشتہ کو وہ بھول بیٹھی تھی، اس کی تلاش وجستجو میں گم ہوکر، پھر نمودار ہوئی، کس چیز کا نتیجہ تھا؟ یقیناً وہ ایک صدائے الٰہی تھی لیکن کن کے اندر سے اٹھی؟ کچھ شک نہیں کہ وہ جمال ربانی کی ایک بے نقاب بخشش نظارہ تھی، لیکن اس جلوہ ریزی کا آفتاب، کن کے سیمائے وجوہ پر چمکا؟

ان کے، جن کی نسبت کہا گیا کہ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ (کثرت سے سجود کی وجہ سے ان کی پیشانیوں پر نشان بن گئے ہیں۔) (الفتح:۲۹) اصل یہ ہے کہ وہ ایک جماعت تھی اور تاریخ اصلاح عالم میں یاد رکھنا چاہیے کہ ہر دعوت انقلاب واصلاح نے سب سے پہلے جماعت ہی پیدا کی ہے۔ دعوت الٰہی اگر کوئی بیج ہے تو اس کے درخت کی پہلی شاخ جماعت ہی ہے۔ دنیا میں جب کبھی کوئی اصلاحی تغیر ہوا ہے تو محض تعلیمات سے نہیں ہوا ہے، بلکہ اس جماعت کے اعمال سے ہوا ہے جو ان تعلیمات کی حامل ومحافظ تھی۔ وہ صدائیں جو محض زبانوں سے اٹھتی ہیں، ہوا کی منجمد سطح میں تموّج پیدا کرسکتی ہیں مگر دلوں کے سمندر میں لہریں پیدا نہیں کرسکتیں۔ کان ان کو سنتے ہیں، پر دل ان کے آگے مسجود نہیں ہوتے۔

یہی سبب ہے کہ دنیا میں جب کبھی مصلحین حق کا ظہور ہوا، خواہ وہ ظہور انبیاء ورسل کرام کا تھا جو بمنزلہ اصل ہیں یا ان کے متبعین ومجددین کا جو بمنزلہ فرع وظل کے ہیں۔ مگر ہمیشہ ان کا پہلا کام یہی رہا کہ انہوں نے اپنی تعلیم ودعوت کا نمونہ ایک جماعت کی صورت میں پیش کیا۔ پھر یہ بنیاد جتنی محکم بن سکی، اتنا ہی استحکام بعد کی تعمیرات کو بھی حاصل ہوا۔

(رسول رحمت، مولانا ابوالکلام آزادؒ، ص ۵۹۷-۵۹۸)

درس حدیث

محمد اظہر مدنی

وقت کو غنیمت جانو

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ”نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس: الصحة والفراغ“. ٦٤١٢، باب الصحة والفراغ ولا عيش الا عيش الآخرة“/ كتاب الرقاق/ صحيح البخارى

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:”دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں بہت سارے لوگ گھاٹے میں رہتے ہیں۔(ایک) تندرستی اور(دوسرا) فارغ وقت۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے لیے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے۔ پیدائش سے پہلے ہی جہاں اس کی تقدیر لکھ دی وہیں پر اس کو کتنے وقت کے لیے اس دنیا میں رہنا ہے اس کو بھی لکھ دیا۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ ہم جب اپنی زندگی کی بات کرتے ہیں تو اس وقت ہمارے ذہن میں یہ بات نہیں ہوتی ہے کہ زندگی وقت سے عبارت ہے۔اگر وقت نہیں تو زندگی نہیں۔

چنانچہ جب یہی مقررہ وقت انسان کا ختم ہو جاتا ہے تو اس کی زندگی فنا ہو جاتی ہے، وہ اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر جاتا ہے۔لہٰذا اپنی زندگی کو غنیمت جانو اور اپنے وقت کی حفاظت کرو۔ دنیا فانی ہے اور اس کے دن بہت ہی لمیٹیڈ اور محدود ہیں۔ایک انسان جب اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے تو اس کی عمر اسی وقت سے گھٹنی شروع ہو جاتی ہے اور دل کی ہر ہر دھڑکن کے ساتھ اس کی زندگی کی ایک ایک اینٹیں کھسکنی شروع ہو جاتی ہیں اور ہر ہر سانس اس کو موت سے قریب کرنے لگ جاتی ہے۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ عمر بہت ہی مختصر ہے اور یہ زندگی کی محدود سانسیں ہمیشگی کی ملنے والی زندگی کا راستہ ہے۔اس طرح مختصر اور محدود زندگی میں ہمیشگی کی زندگی کا لائحہ عمل تیار کرنا ہے اور اس ہمیشگی کی زندگی کے آرام و اسائش کا سامان جٹانا ہے۔اگر ہم نے اس محدود زندگی کی محدود سانسوں کو لایعنی چیزوں میں خرچ کر دیا تو ہمیشگی کی زندگی عذاب و تکلیف سے دوچار ہوگی اور اگر اس مختصر زندگی کے اوقات کو صحیح کام پر لگایا اور تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق گزار کر رب کی رضا اور خوشنودی حاصل کرتے رہے تو گویا ہمیشگی کی زندگی نعمتوں سے لبریز اور سکون و اطمینان سے بھرپور ہوگی۔

چنانچہ ایک سمجھدار انسان کی یہ پہچان ہونی چاہئے کہ وہ اپنے وقت کی قیمت کو سمجھے۔اور یہ جاننے کی کوشش کرے کہ وقت تلوار کی طرح ہے اگر تم اس کا صحیح استعمال نہیں کر سکے تو وہ تم کو کاٹ دے گی۔ اس لیے سید ولد آدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے اس کو نعمت قرار دیا اور ارشاد فرمایا کہ اکثر و پیشتر لوگ اس معاملے میں یعنی وقت کے استعمال کے تعلق سے گھاٹے میں رہتے ہیں۔صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا پکڑا اور ارشاد فرمایا کہ”**كن فى الدنيا كانك غريب او عابر سبيل**“تم دنیا میں مسافر کی طرح ہو جاؤ، یا راہ گیر کی طرح،شام ہو جائے تو صبح کا انتظار نہ کرو، اپنی صحت کو مرض سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو (اور جو نیک عمل کرنا ہے اس کو وقت گزرنے سے پہلے کر گزرو) اور ایک دوسری حدیث میں یہ ذکر فرمایا کہ بروز قیامت آدمی کا ایک قدم آگے نہیں بڑھے گا یہاں تک کہ اس سے چار چیزوں کے متعلق پوچھ گچھ نہ ہو جائے۔

عن عمره فيم افناه ؟اس نے اپنی عمر کو کس چیز میں صرف کیا ہے۔؟ **وعن علمه ما فعل فيه** ؟اور اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا۔؟**وعن ماله من اين اكتسبه وفيم انفقه** ؟اور اس نے اپنا مال کہاں سے کمایا اور کس چیز میں خرچ کیا؟**وعن جسمه فيم ابلاه** ؟اور اس نے اپنے جسم کو کس چیز میں بوسیدہ کیا؟۔اور ایک دوسری حدیث میں ہے”**اغتنم شبابك قبل هرمك**“جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت جانو۔ جوانی کے اوقات سب سے قیمتی اور کریم مانے جاتے ہیں۔ جوانی کا مرحلہ سب سے اہم مرحلہ ہوتا ہے۔اس کا ایک ایک لمحہ نعمت سے کم نہیں ہے۔ جب یہ جوانی یونہی بغیر مقصد کے گزر جاتی ہے تو انسان کو سوائے پشیمانی اور رسوائی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے۔اس لیے جوانی کے قیمتی اوقات کی قدر کرنی چاہئے اور اس کے شب و روز کو غنیمت تصور کرنا چاہئے یہی وہ وقت ہے جس میں انسان اپنے آپ کو اس تناور درخت کی طرح سنوار لیتا ہے جس کی شاخیں، پتیاں موسم خریف میں کھلکھلا اٹھتی ہیں اور روحانی اور جسمانی اعتبار سے پختہ، مضبوط اور ثمر آور ہو جاتی ہیں۔

وقت بہت بڑی نعمت ہے۔ جس نے وقت کو غنیمت نہیں جانا اس نے اپنی زندگی کو گنوا دیا۔ اپنے آپ کو خیر کثیر سے محروم کر دیا اور دنیا و آخرت کا گھاٹا مول لیا۔لہٰذا مسلمان امت کو چاہئے کہ فارغ اوقات کو غنیمت جانے، اس کو زیادہ سے زیادہ نفع بخش بنائے۔اور بھلائی کے کاموں میں صرف کرے، گزرے ہوئے وقت سے سبق لے، سابقہ حالات سے عبرت حاصل کرے، قرآن و سنت کی روشنی میں اپنے اوقات گزارنے کے ساتھ ساتھ تدبر و تفکر سے کام لے اور دنیا کی زیب و زینت اور اس کے مکر و فریب سے ہمیشہ اپنے آپ کو ہوشیار رکھے۔ دنیا دار الابتلاء ہے۔ آزمائش کی آماجگاہ ہے ’جیسا کروگے ویسا ہی بھروگے‘ کے مصداق ہے۔لہٰذا موجودہ دور کے ان روشن خیال اور من چلے لوگوں کے افکار و نظریات سے اپنے آپ کو بچا کر رکھنا بیحد ضروری ہے جو اپنے فارغ اوقات کو مشغول کرنے کے لیے مختلف قسم کے بیہودہ کاموں کا سہارا لیتے ہیں اور اپنی زندگی ضائع و برباد کرتے ہیں اور اس کی دلفریب لذتوں میں پھنس کر اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں اور اس کو دل کا سکون اور جگر کا سرور تصور کرتے ہیں۔ جبکہ اس کو پتا ہونا چاہئے کہ اوقات کو صحیح جگہ استعمال کرنے سے ہی دل کو قرار و سکون نصیب ہوتا ہے۔ ہماری شریعت نے اوقات کو مشغول کرنے کا بہترین نسخہ عطا فرمایا ہے، اس پر ہمیں عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت کی سعادت سے بہرور ہونے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وقت جیسی عظیم نعمت کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری میں لگانے اور دنیا جہان کی فضولیات اور لہو و لعب سے اجتناب و پرہیز کرنے کی توفیق ارزانی بخشے۔ آمین

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

محبتیں ختم اور رشتے بھسم ہو رہے ہیں!؟

یہ بات ہمارے گاؤں دیہات میں بہت مشہور بھی ہے اور اعتقاد و آستھا میں رچی بسی ہوئی بھی اور پرانے لوگوں کے مطابق دیہات کے عقلمند اس پر عمل پیرا بھی ہیں کہ گھر گرہستی، کاروبار، تعمیر و ترقی، عزت وسطوت، رکھ رکھاؤ خصوصا روزی روٹی گھر کے کسی ایک ایسے شخص کی مرہون منت نہیں ہوتی ہے جو بظاہر اقبال مند نظر آرہا ہے اور جس کی کمائی سب کھا رہے ہیں، بلکہ پتہ نہیں گھر کی عزت وآبرو اور روزی روٹی کس کی قسمت سے سب کو باعزت مل رہی ہے؟ عین ممکن ہے کہ وہ سب سے زیادہ کمزور اور بظاہر پیسہ نہ کمانے والے کی وجہ سے مل رہی ہو۔ ویسے بھی بعض احادیث میں وارد ہے اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف بتادیا ہے کہ کمزوروں کو حقیر، ناکارہ، بیکار اور بوجھ نہ سمجھو اور اپنی عقل اور چتورائی پر مت اتراؤ۔ بلکہ یہ مانو کہ تمہاری روزی روٹی اور بہت سی ضرورتیں ان کمزوروں اور ضعیفوں کی وجہ سے مل رہی ہیں اور پوری ہو رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا ارشاد اور گرامی قدر فرمان ہے کہ "**هل تنصرون و ترزقون الا بضعفاء كم**" (بخاری) کہ تمہارے کمزوروں اور ضعیفوں ہی کی بدولت تم کو روزی اور نصرت ملتی ہے۔ گاؤں دیہات میں عام طور سے گھروں میں امن وچین ہے، پیار و محبت ہے، ایثار و اخلاص کی کارفرمائی ہے، ایک آدمی ساری دنیا کی دولت کمانے کا ہنر رکھتا ہے، دوسرا بالکل سیدھا سادہ گھریلو کاموں میں پڑا رہتا ہے، تیسرا میدان و کھلیان میں انتھک محنت کرتا ہے۔ اسی طرح ایک پیدل چلتا ہے جبکہ دوسرا بغیر سائیکل کے گھر سے نہیں نکلتا ہے اور تیسرا ہے کہ گاڑی گھوڑا اور موٹر پر چلنا اس کی شان ہے اور یوں پورے خانوادے کی آن، بان، شان، امن وچین، راحت وسکون اور شکر و سپاس ہے اور آپس میں سب ہی مگن ہیں۔ پیدل والا موٹر والے کو دیکھ کر خوش ہی نہیں ہوتا بلکہ اس پر فخر کرتا ہے۔ کمانے والا، کھیتوں میں محنت کرنے والا اور پسینہ بہانے والا روکھا سوکھا کھاتا ہے اور پوری زندگی میں چند روپئے بھی اپنے ہاتھ میں نہ دیکھ کر بھی خوش ہے۔ دوسرا ہے جو اسے اپنی مٹھی میں رکھتا ہے، مالک بنا بیٹھا ہے اور خوب خوب خرچ کرتا ہے، پھر بھی خوش سب ہیں۔ یہ سنسکرتی اور روایات ہیں ہمارے گھروں کی اور ایسے ہی گھروں کو ہر طرح سے، مال و دولت سے، رکھ رکھاؤ اور رعب و داب سے، سورس فورس، زر و زمین اور عزت و وقار سے بھرپور

مدیر مسئول

اصغر علی امام مہدی سلفی

مدیر

عبدالقدوس اطہر نقوی

نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمن فیضی مولانا شہاب الدین مدنی ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی مولانا طہ سعید خالد مدنی مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث ۲
اداریہ ۳
صلہ رحمی: اسلامی تعلیمات کا انمول تحفہ ۵
اللہ کے رسل و کتب پر ایمان ۷
مصافحہ کا بیان ۱۰
فتنوں سے نجات کے ذرائع ۱۴
رفع الیدین فی الدعاء کے مواقع ۱۶
گرہن کی نماز کے احکام و مسائل ۲۲
علامہ حافظ مولانا مصلح الدین کی تبلیغی خدمات ۲۵
طب وصحت ۲۷
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز ۲۸
جماعتی خبریں ۳۰
ایک اعلی سطحی وفد متعدد صوبوں کے دورے پر ۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک

سالانہ ———— ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ———— ۷/روپے
پاکستان ———— ۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ و دیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

گھر مانا اور جانا جاتا ہے۔ اور یوں خوش حال، ترقی یافتہ وترقی پذیر اور خوشحال گھرانے میں سب مسرور ومگن اور مطمئن ہوتے ہیں اور عزت ووقار اور ادب واحترام کا رشتہ قائم رہتا ہے۔ اور یہی ریت وروایت اور لگن وجذبہ پڑوسیوں کے ساتھ بھی رہتا ہے۔ اس میں امیر وغریب، ذات پات اور دین دھرم کی کوئی تفریق نہیں ہوتی۔ ہمارے رسول انسانیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی بہت سے جانثار صحابہ کرام کی مالداری وتونگری کے باوجود ایک یہودی سے بھی قرض لیتے تھے اور اس میں کوئی عار شنار نہیں محسوس کرتے تھے۔ لیکن اگر کوئی بڑا چھوٹے کو حقیر جان کر اور اپنی کمائی کے نشے میں سب کو حقیر سمجھ کر ان سے تفریق کرنے اور تعصب برتنے لگتا ہے تو گھر کا بھرم قائم نہیں رہ پاتا ہے، پورا گھرانہ بکھر جاتا ہے اور سب ہی چند ٹکوں کے اور بے وزن ہوکر رہ جاتے ہیں۔ ہمارے یہاں یہ بہت عام اور معروف ومسلم بات ہے۔ اس کی روشنی میں ہمارا مشاہدہ ہے کہ کتنے ہی گھرانے تعمیر وترقی اور قدر ومنزلت کے مقام ارفع پر فائز ہیں۔ جبکہ بہت سے گھرانے بکھر گئے، نہ چھوٹوں کی عزت ہے نہ بڑوں کا احترام، برسہا برس کی بنی بنائی عزت خاک میں مل گئی، اب کوئی اس قبیلے کا پہچانا نہیں جاتا۔ حسد ورقابت نے سب کو تحت الثریٰ میں پہنچا دیا۔ یہی حال قوموں، جماعتوں، ملتوں، تنظیموں ،ملکوں اور براعظموں کا بھی ہے۔ بعض براعظم ایسے ہیں جو خشکی وتری، بحری و بری، سرسبزی وشادابی، ریتلی اور پتھریلی وچٹیل اور شور معادن اور سیال مادوں سے مالا مال یا خزانوں اور کانوں سے خالی ہونے کے باوجود متحد اور منظم ہیں، وہ دنیا میں سپر پاور، خوشحال اور مالا مال ونہال ہو رہے ہیں اور دنیا ان کی عزت اور توقیر کرنے پر مجبور بھی ہے اور مانوس بھی۔ امریکہ ایک عظیم براعظم ہے مگر دیکھو اس میں فطری وطبعی اشیاء کی قلت کے باوجود وہ خوشحال، مرفہ البال اور وسائل وذرائع سے مالا مال ملک ہے۔ اتحاد وتنظم نے ان کو دنیا کا سپر پاور بنا دیا ہے۔ لادینیت ومادیت زدہ نہ ہوتا تو اسے دنیا کی جنت قرار دیتا اور وہ صد رشک جناں ہوتا اور یہ کہنا چنداں مستبعد وباعث حیرت واستعجاب نہ ہوتا، جو کشمیر کے بارے میں کبھی کسی نے کہا تھا:

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

سردست ہمارا مقصد اس وقت جوائنٹ فیملی کی خوبیوں اور خامیوں پر خامہ فرسائی نہیں ہے اور نہ عالمی وقومی مسائل زیر بحث ہیں۔ متحد ومتفق رہنے اور ایک دوسرے کے دکھ درد کو جاننے، مل جل کر زندگی گذارنے، ہر حال میں خوش رہنے اور ایک دوسرے کی قدر کرنے اور چھوٹے بڑے سب کی عزت ورحم کرنے کے کیا فوائد ہیں اور ان سب باتوں کو نظر انداز کر دینے میں کیا نقصانات ہیں وہ مد نظر ہے۔ خصوصا ایسے وقت میں کہ خاندان بکھر رہے ہیں، کنبے ٹوٹ رہے ہیں، رشتہ داریاں دم توڑ رہی ہیں، بھائی چارہ پارہ پارہ ہو رہا ہے، شرافتیں سرپیٹ رہی ہیں اور کرامتیں لٹ رہی ہیں، رحم وکرم، رحمت وشفقت اور عزت واحترام سب ختم ہو رہا ہے۔ فیملی کے تانے بانے کمزور پڑ رہے ہیں یا ٹوٹ رہے ہیں۔ حتی کہ اب قریبی رشتہ دار، سگے بھائی بہن اور اولاد ووالدین کے رشتے بھی متاثر ہو رہے ہیں اور والدین، بوڑھوں، بڑوں کو اولڈ ہاؤس میں رکھا جا رہا ہے، بچے بھی ڈے کیئر سینٹر میں رکھے جا رہے ہیں۔ محبتیں ختم اور رشتے بھسم ہو رہے ہیں جس کے اثرات، خاندان سماجی، ملکی اور عالمی رشتوں پر پڑ رہے ہیں۔ اس لیے ضرورت ہے اس پر توجہ دینے کی اور ہر اچھی ریت وروایات اور اقدار واخلاق کو برقرار وبروئے کار لاتے رہنے کی۔ اسی میں انسانیت باقی رہے گی اور بہت سے ظاہری وباطنی، اندرونی وبیرونی اور عائلی وخارجی معاملات درست وچست رہیں گے۔ اور انسان مشینی دور میں مشینی کردار ومزاج سے نکل اور بچ کر فطری اور انسانی سانچوں میں ڈھلے گا اور یوں انسانیت وروحانیت پروان چڑھے گی، باہمی میل محبت، ہمدردی، بہی خواہی قائم ومستحکم ہوگی اور انسان زندگی کی حقیقتوں سے صحیح معنی میں آشنا ہو کر باسعادت وخوشگوار ماحول سے محظوظ ہوگا۔ ان سب کو حقیقی طور پر پائیدار ومستحکم طور پر انجام دینے کے لیے اللہ جل شانہ سے محبت اور ڈر واخلاص اور اس کے بندوں کے سلسلہ میں اس کی مرضی ہی نسخہ کیمیا ہے۔ اور اس میں کسی بھی طرح کا کوئی دھوکہ وفریب، نفاق وشقاق اور بیجا چالاکی وہوشیاری سب کی ذلت ورسوائی کا سامان بن سکتا ہے۔

تو آئیے ہم عزم کرتے ہیں کہ ہم ہر قدیم کو کہنہ وعہد رفتہ کہہ کر چھوڑ نہیں دیں گے بلکہ قدیم صالح کو البیت العتیق کی طرح سنبھال وسنوار کر رکھیں گے اور ہر نئی چیز کو چمکتا ہوا دیکھ کر اس کی طرف دوڑ نہیں پڑیں گے۔ بلکہ اسے بھی ٹھونک بجا کر ہی کام میں لائیں گے۔ اور یوں ہم زندگی کی حقیقی مسرتوں اور اصلی لذتوں سے شاد کام ہو سکیں گے اور اگر یہ ہو گیا تو گویا یقینی ہے دونوں جہاں کی سعادت اور سربلندی سے سرفراز ہو جائیں گے۔ ہمارا فرض بھی ہے کہ ہم عظیم الشان انسانی برادری کو باہم شیر وشکر اور متحد ومحبّ بنا کر عند الناس مشکور اور عند اللہ ماجور وممنون ہوں۔

یہی ہے عبادت یہی دین وایمان
کہ کام آئے دنیا میں انسان کے انسان

☆☆☆

صلہ رحمی: اسلامی تعلیمات کا انمول تحفہ

خورشید عالم مدنی، پھلواری شریف، پٹنہ

قارئین کرام! اسلام کی تعلیمات کا روشن پہلو یہ ہے کہ یہ اللہ کی عبادت، والدین کے ساتھ حسن سلوک کے بعد رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے، ان کا احترام کرنے اور ان سے بہتر وخوشگوار تعلقات رکھنے کا حکم دیتا ہے، رحم کا معنی رشتہ دار ہے اور اس سے مراد ایسے رشتے دار ہیں جو باپ، ماں یا سسرال بیوی کی جہت سے ہوں اور صلہ رحمی کا مفہوم یہ ہے کہ ان نسبی، سسرالی اور ننہیالی تعلق سے جو خونی رشتے دار ہیں، ان کے ساتھ رشتوں کے تقدس کو باقی رکھنا ان کے حقوق ادا کرنا اور ان کے ساتھ ظلم وزیادتی کر کے رشتے کو پامال کرنے کی کوشش نہ کرنا۔

اسلام نے رشتے وقرابت داری کو بہت اہمیت دی ہے اور یہ تاکید کی ہے کہ رشتے دار تعاون وہمدردی کے بڑے مستحق ہیں ان کی دل شکنی نہ کی جائے، صدقات کی تقسیم کے وقت ان کو ترجیح دی جائے، ان کی خیریت معلوم کرتے رہیں، ان کی لغزشوں کو معاف کر دیں، خندہ پیشانی سے ملیں، خیر خواہانہ معاملہ کریں اور اگر کبھی ناچاقی ہو جائے تو فوراً صلح کر لیں اور محبت کی ڈوری میں بندھ جائیں۔

اگر رشتے دار بددین، نافرمان اور برے ہوں تو ان کے ساتھ صلہ رحمی یہ نہیں ہے کہ ان کے ساتھ منافقانہ پالیسی اختیار کی جائے اور ان کا ہم نوا وہم پیالہ بن جائیں ان کی تائید حار کریں اور ہاں میں ہاں ملائیں۔ بلکہ ان کے ساتھ صلہ رحمی یہ ہے کہ ان کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کی جائے اور نیکی کی راہ پر چلانے، اسلامی اخلاق کو اپنانے کی کوشش کی جائے، خاموش تماشائی نہ بنیں۔ اسلام نے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا جو حکم دیا ہے اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ اگر انسان اپنے رشتے داروں کی ادائیگی حقوق کا خیال رکھے گا اور باہمی تعاون ومحبت کا مظاہرہ کرے گا تو دوسرے لوگ بھی اس کے اخلاق کی خوشبو سے معطر ہوں گے، معاشرہ میں نصح وخیر خواہی ایثار واحسان کی باد بہاری چلے گی، اس کا فیضان عام ہوگا اور اگر کسی کا قرابت دار بھی ظلم وجور سے محفوظ نہ رہ سکے تو دوسرے لوگ جن سے دور کا واسطہ ہے اس کی زیادتیوں اور سرکشیوں سے بچ نہیں سکیں گے اور ماحول مکدر ہو جائے گا۔ آج ہمارے گرد وپیش میں ایسے بہت سارے لوگ ہیں جو قرابت داروں کے حقوق سے غافل ہیں اور مجرمانہ کوتاہیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں وہ صلہ رحمی کرنا نہیں جانتے اپنے غریب رشتے داروں کو نہیں پہچانتے، ان کی خیریت دریافت کرنا، تحفے تحائف دینا تو دور کی بات ہے اس کے سلام کا جواب دینا بھی اپنی توہین سمجھتے ہیں بلکہ اپنے قول وعمل سے انہیں تکلیف پہنچانے سے بھی نہیں شرماتے، کچھ ایسے بھی ہیں جو اس ہاتھ دو اس ہاتھ لو کے اصول پر عمل پیرا ہیں۔ اگر ان کے رشتے دار کوئی احسان کرتے ہیں تو جواب کے طور پر وہ بھی کرتے ہیں، ورنہ دور ہی سے سلام کرنے میں عافیت سمجھتے ہیں۔

حالانکہ در حقیقت صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہے جو اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے اپنے رشتے داروں کو گلے لگا لے، اسے اس کی پرواہ نہ ہو کہ اس کے رشتے دار کی طرف اسے ریٹرن کیا ملتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔ ليس الواصل بالمكافي ولكن الواصل الذى اذا قطعت رحمه وصلها ایسا شخص صلہ رحمی کرنے والا نہیں جو بدلے میں (احسان کے بدلے احسان) صلہ رحمی کرے بلکہ حقیقت میں وہ ہے کہ جب اس سے قطع تعلق کیا جائے تب بھی وہ صلہ رحمی کرے (بخاری۔۵۹۹۱)

ہاں آپسی تعلقات کو بگاڑنے اور رشتوں کو کاٹنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے اور جو لوگ اس عمل قبیح میں مبتلا ہیں انہیں پیارے نبی ﷺ کے اس فرمان کو یاد رکھنا چاہیے، لا يدخل الجنة قاطع رشتہ توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا (بخاری ۵۹۸۴) کل تک رشتے کا بھرم باقی تھا، رشتے داروں کے آپسی تعلقات اور میل ومحبت کی مثالیں دی جاتی تھیں لیکن آج خاندانی نظام بکھر رہا ہے، رشتے کے تانے بانے منتشر ہو رہے ہیں، صلہ رحمی کا جنازہ نکل رہا ہے، باہمی تعاون وتکافل کے جذبات سرد پڑ رہے ہیں ہمارے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق ہمارے والدین ہیں جو ہمارے وجود کا ظاہری سبب ہیں، اللہ کے فضل واحسان کے بعد انسان جس کے سہارے پلتا، بڑھتا اور پروان چڑھتا ہے وہ والدین ہی ہیں، اور پھر وہ ماں جس کی ممتا کے سمندر کی گہرائی کو ناپا نہیں جا سکتا ہے اور نہ اس کی بلندی کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ آج ہم اس نعمت عظمیٰ کو بوجھ تصور کرنے لگے ہیں، انہیں اولڈ ایج ہاؤس کے حوالہ کیا جا رہا ہے۔ اپنے نبی محترم کے فرمان کو پیش نظر رکھیں۔ من احق الناس بحسن صحابتى؟ قال امك قال: ثم من؟ قال ثم امك قال: ثم من؟ قال ثم امك قال: ثم من؟ قال ثم ابوك لوگوں میں ہمارے حسن اخلاق کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں اس نے دوبارہ پوچھا پھر آپ نے کہا تمہاری ماں اس نے پھر پوچھا آپ نے فرمایا تمہاری ماں اس نے کہا پھر کون؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے والد (مسلم: ۲۵۴۸)

یہ اسلام ہے جو محبت واخلاق، ادائیگی حقوق، رحمت وایثار میں انسانوں کے

درمیان کوئی تفریق نہیں کرتا، یہ مومن رشتے داروں سے صلہ رحمی کرنے کے ساتھ ساتھ کافر ومشرک رشتے داروں سے بھی صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یہ اسلام کی عظمت کی دلیل ہے۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما روایت کرتی ہیں کہ میری ماں ابھی وہ مشرکہ تھیں (معاہدہ حدیبیہ کے دوران) وہ میرے پاس آئیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میری والدہ میرے پاس آئی ہیں اور مجھ سے حسن سلوک کی خواہش مند ہیں کیا میں (ان کی خواہش کے مطابق) ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ تو آپ نے فرمایانعم صلی امك ہاں تم اپنی والدہ سے صلہ رحمی کرو۔ (بخاری: ۵۹۷۹)

آج مادہ پرستی اور جدت پسندی کا دور ہے۔ ایک بھائی کو اپنے دوسرے بھائی سے کوئی ہمدردی نہیں۔ رشتے کے یتیم بچے اور بیوہ عورت کا کوئی پرسان حال نہیں۔ کوئی بھی شخص کسی کا تعاون کرنے اور اشک شوئی کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ ایسے ماحول میں اسلام کے نسخہ صلہ رحمی پر عمل کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ تبھی ہم سماج میں پیدا شدہ بہت سارے معاشرتی مسائل پر قابو پا سکتے ہیں اور پرامن بقائے باہم کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

ہمارے رسول گرامی ﷺ نبوت سے قبل ہی سے اپنے رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی فرماتے تھے، ان کے حقوق ادا کرتے تھے جس کی شہادت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دی، جب آپ غار حراء سے پریشان لوٹے اور اپنی بے تابی دل کا اظہار اپنی مونس وغمخوار بیوی سے کیا تو وہ تسلی دیتے ہوئے کہتی ہیں ''كلا لا يخزيك الله ابدا انك لتصل الرحم ...اللہ آپ کی حفاظت فرمائے گا اس لئے کہ رشتے داروں کے حقوق ادا کرتے ہیں۔ (بخاری: ۳) آپ کی اس صفت صلہ رحمی کو ابوسفیان نے آپ کے غائبانہ میں نجاشی کے سامنے بیان کیا۔ جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ یہ نبی ہمیں صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔

اسی طرح آپ کے یار غار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اس عظیم صفت کے حامل تھے۔ جس کی گواہی ابن الدغنہ نے دی۔ جب آپ ہجرت کے ارادہ سے نکلے راستے میں ابن الدغنہ سے ملاقات ہوگئی تو اس نے کہا آپ ابوبکر لوٹ چلیں، آپ جیسے لوگ مکہ سے نہیں جاسکتے اور اگر جانا بھی چاہیں تو ہم لوگ نہیں جانے دیں گے۔ آپ اس شہر کی زینت ہیں، رشتوں کے تقدس کا خیال رکھتے ہیں۔ فقراء ومحتاجین پر خرچ کرنے اور ان کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں۔ یہ صلہ رحمی ایمان کی علامت ہے، دخول جنت کا سبب ہے، گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے اس کے بڑے فوائد ہیں پیارے نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

من سره أن يبسط له فی رزقه وينسأله فی اثره فليصل رحمه (بخاری ۵۹۸۵) جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں فراوانی اور اس کے اجل میں تاخیر ہو (رزق میں کشادگی اور عمر میں برکت ہو) تو وہ صلہ رحمی کرے۔

یہ رحمت الٰہی کا سبب اور موجب ہے۔ رسول گرامی ﷺ کا ارشاد ہے الرحم معلقة بالعرش تقول من وصلني وصله الله ومن قطعني قطعه الله (مسلم: ۲۵۵۵) رشتہ عرش سے معلق ہے یہ کہتا ہے جو مجھے جوڑے گا اللہ اس کو (اپنی رحمت) سے جوڑ دے گا اور جو مجھے کاٹے گا اللہ اس کو (اپنی رحمت سے) کاٹ دے گا۔

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ صلہ رحمی کرنے پر اللہ اس کی تجارت میں منافع عطا کرے گا، کاروبار میں برکت دے گا اسے اپنے فضل واحسان اور انعام واکرام سے سرفراز کرے گا اور رشتے کاٹنے والے رحمت الٰہی سے محروم ہوں گے اور اس سے بڑا کوئی خسارہ نہیں اور یہ قطع رحمی رشتے کو توڑ دینا لعنت الٰہی کا سبب، بدترین خصلت اور مہلک مرض ہے، اس کی سزا اللہ تعالی دنیا میں ہی دے دیتا ہے اور آخرت میں اسے جنت سے محروم کر دیتا ہے۔ رسول گرامی کا فرمان ملاحظہ فرمائیں۔

مامن ذنب اجدران يعجل الله لصاحبه العقوبة فی الدنيا مع ما يدخره له فی الآخرة من البغی وقطيعة الرحم ''یعنی ظلم اور قطع رحمی ایسے گناہ ہیں کہ اللہ تعالی ان کی سزا دنیا کے اندر ہی دے دیتا ہے اور آخرت کی سزا اس کے علاوہ ہے (ترمذی ۲۵۱۱، ابوداؤد ۴۹۰۲)

اللہ تعالیٰ رشتے کو جوڑنے، رشتے داروں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق دے تاکہ ہم اس کی نعمتوں اور رحمتوں کے مستحق ہوسکیں، اور رشتے کو کاٹنے اور رشتے داروں کے حقوق کو پامال کرنے جیسے بھیانک جرم سے محفوظ رکھے تاکہ اس کی لعنتوں، وعیدوں اور دنیا وآخرت میں اس کی پکڑ سے بچ سکیں اور اس کی جنت کے مستحق بن سکیں۔

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی تازہ پیشکش

کتاب الآداب

مؤلف: فؤاد بن عبدالعزیز الشلهوب

مترجم: محمد نعیم محمد شفیع سلفی

تقدیم

مولانا اصغر علی امام مهدی سلفی

صفحات:665 قیمت:-/300

اللہ کے رسل وکتب پر ایمان

عبدالحکیم محمد محبوب جامعی

اللہ رب العالمین نے جن چیزوں پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے ان پر ایمان لانا انسان کے لیے ضروری ہے اس لیے کہ انسان کی عزت اور بزرگی ان پر ایمان لانے ہی میں ہے۔ انسان کے اندر اللہ رب العالمین اتنی استطاعت وصلاحیت ودیعت فرمائی ہے کہ وہ دنیا میں خلافت وقیادت کی ذمہ داری کما حقہ ادا کرسکتا ہے، اور اسی کے ذریعہ انسان خیر وبھلائی، رحمت ومساوات اور عدل وانصاف کو پاسکتا ہے اور پوری انسانیت کی تاریخ میں انسان کی سعادت اللہ کے بھیجے گئے پیغمبروں کے ذریعہ ہی قائم ودائم ہے۔

مسلمان کا ایمان تمام انبیاء پر ایمان لائے بغیر درست وصحیح نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان پر یہ ضروری قرار دیا ہے کہ وہ تمام انبیاء پر بغیر کسی تفریق کے ایمان لے آئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَاِلٰھُنَا وَاِلٰھُکُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ'' (العنکبوت:٤٦)

(مسلمانو) تم کہو ہم تو اللہ تعالیٰ پر اور جو ہم پر اترا (قرآن) اور جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے پیغمبروں کو اپنے پروردگار سے ملا سب پر ایمان لائے ہم ان پیغمبروں میں سے کسی ایک کو بھی الگ نہیں کرتے (جیسے یہود کرتے ہیں کہ ایک کو مانتے ہیں اور دوسرے کو نہیں مانتے) اور ہم اس کے تابعدار ہیں۔

٢-قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ تمام انبیاء کرام کے پاس وحی الٰہی نازل ہوتی تھی اور ہم نبی ورسول کے مابین تفریق نہیں کرسکتے مگر جو کچھ قرآن کریم میں پاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بعض انبیاء کرام کے اسماء مبارک کا ذکر فرمایا ہے اسی طرح بعض کے قصص وواقعات کا بھی تذکرہ فرمایا ہے، انبیاء کرام کی گنتی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَتِلْکَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰھَآ اِبْرٰھِیْمَ عَلٰی قَوْمِہٖ، نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ، اِنَّ رَبَّکَ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ. وَوَھَبْنَا لَہٗٓ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ، کُلًّا ھَدَیْنَا وَنُوْحًا ھَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّیَّتِہٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ وَمُوْسٰی وَھٰرُوْنَ وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ. وَزَکَرِیَّا وَیَحْیٰی وَعِیْسٰی وَاِلْیَاسَ، کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ. وَاِسْمٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَیُوْنُسَ وَلُوْطًا وَکُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ'' (الانعام:٨٣-٨٦)

اور یہ ہماری بتلائی ہوئی دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلہ میں بتلائی ہم جس کو چاہیں اس کے درجے بلند کردیتے ہیں (اے پیغمبر) بے شک تیرا مالک حکمت والا ہے جاننے والا ہے اور ہم نے ابراہیم کو (بیٹا) اسحاق اور (پوتا) یعقوب دیئے اور ہر ایک کو راہ پر لگایا اور نوح کو تو ہم پہلے ہی (یعنی ابراہیم سے پہلے) راہ پر لگا چکے تھے اور ابراہیم نوح کی اولاد میں سے (ہم نے) داؤد وسلیمان اور ایوب اور موسیٰ اور ہارون کو راہ پر لگایا اور نیکوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔

دوسری جگہ فرماتا ہے: ''اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ'' (آل عمران:٣٣)

بے شک اللہ تعالیٰ آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو جہاں والوں پر چن لیا ہے۔ ''وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا'' (الاعراف:٦٥)

''وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا'' (ھود:٦١)

''وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا'' (ھود:٨٤)

''وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِدْرِیْسَ وَذَا الْکِفْلِ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ'' (الانبیاء:٨٥)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مندرجہ بالا انبیاء کرام کے اسماء کا ذکر کیا ہے۔

قرآن کریم میں ذکر کئے ہوئے انبیاء ورسل کے اسماء بالترتیب درج ذیل ہیں۔

١-آدم علیہ السلام: ابوالبشر

٢-ادریس علیہ السلام: مصر میں اپنی قوم کی جانب بھیجے گئے تھے۔

٣-نوح علیہ السلام: مختلف قریوں میں اپنی قوم کی جانب بھیجے گئے تھے۔ (اولوالعزم رسولوں میں سے ہیں)

٤-ہود علیہ السلام: جزیرہ عرب کے جنوب ارض احقاف میں اپنی قوم کی جانب بھیجے گئے تھے۔

٥-صالح علیہ السلام: مملکت سعودی عرب مقام حجر (معروف مداین صالح کے نام سے) میں قوم ثمود کی طرف بھیجے گئے تھے۔

٦-ابراہیم علیہ السلام: فلسطین مصر، حجاز، عراق کی طرف بھیجے گئے تھے۔ (اولوالعزم رسولوں میں سے ہیں)

۷-لوط علیہ السلام: اردن کے دائرہ سروم میں اپنی قوم کی جانب بھیجے گئے تھے۔

۸-اسماعیل علیہ السلام: (ذبیح اللہ) حجاز میں مکہ مکرمہ کی طرف بھیجے گئے تھے۔

۹-اسحاق بن ابراہیم: ان کے بیٹے یعقوب، فلسطین میں بھیجے گئے تھے۔

۱۰-یعقوب علیہ السلام: فلسطین کی جانب۔

۱۱-یوسف علیہ السلام: مصر کے بادشاہ اور اس کی قوم کی جانب مصر میں۔

۱۲-ایوب علیہ السلام: (صبر کے نام سے مشہور ہیں) شمال اردن میں حوران کی زمین ثنیہ شہر کی جانب بھیجے گئے۔

۱۳-یونس علیہ السلام: مچھلی والے ذی النون کے نام سے موصوف ہیں۔ عراق میں نینویٰ والوں کی جانب مبعوث تھے۔

۱۴-شعیب علیہ السلام: جزیرہ عرب کے شمال مدین کی جانب۔

۱۵-موسیٰ علیہ السلام: (کلیم اللہ) مصر میں بنی اسرائیل کی جانب (اولوالعزم رسولوں میں سے ہیں)

۱۶-ہارون علیہ السلام: موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ مصر میں بنی اسرائیل کی جانب۔

۱۷-الیاس علیہ السلام: موسیٰ کے بھائی ہارون کی اولاد میں سے ہیں۔ فلسطین میں بنی اسرائیل کی جانب مبعوث تھے۔

۱۸-الیسع علیہ السلام: الیاس کے جانشین بنی اسرائیل کی جانب مبعوث تھے۔

۱۹- ذوالکفل علیہ السلام: بنی اسرائیل کی جانب ذوالکفل نام اس لیے کہ وہ عبادت واطاعت کی ذمہ داری کما حقہ ادا کرتے تھے۔

۲۰-داؤد علیہ السلام: فلسطین میں بنی اسرائیل کی جانب۔

۲۱-سلیمان علیہ السلام: بادشاہت علم وحلم والے۔ فلسطین میں۔

۲۲-زکریا علیہ السلام: فلسطین میں بنی اسرائیل کی جانب۔ جن کو یہود نے قتل کیا تھا۔

۲۳-یحییٰ علیہ السلام: فلسطین میں بنی اسرائیل کی طرف ان کو بھی یہود نے قتل کیا تھا۔

۲۴-عیسیٰ علیہ السلام: فلسطین ہی میں بنی اسرائیل کی طرف۔ یہود کا جھوٹا دعویٰ ہے کہ ان کو قتل کئے تھے جبکہ نہ وہ ان کو قتل کئے ہیں اور نہ ہی سولی دیئے ہیں بلکہ عیسیٰ کے مشابہ ایک شخص کو قتل کئے تھے۔ (اولوالعزم رسولوں میں سے ہیں)

۲۵-محمد صلی اللہ علیہ وسلم: تمام جہاں کی جانب آخری نبی بنا کر روانہ کئے گئے تھے۔ (اولوالعزم رسولوں میں سے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ کی ارسال کردہ کتابوں پر ایمان لانا:

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے ارکان میں سے ایک رکن یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارسال کردہ کتب وصحیفوں جن کے اسماء ہم کو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے، ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ تمام انبیاء ورسل کو رسالت دی گئی تھی جس کے ذریعہ وہ اپنی قوم میں تبلیغ کے فرائض کما حقہ انجام دیئے تھے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً، فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ، وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ''(البقرہ:۲۱۳)

تمام لوگ ایک امت تھے پس اللہ تعالیٰ نے نبیوں، خوشخبری دینے والوں اور ڈرانے والوں کو بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب نازل فرمایا تاکہ اس کے ذریعہ سے لوگوں کے مابین عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کریں۔

ہمارا یہ ایمان ہے کہ تمام انبیاء پر کتب اتارے گئے تھے۔ قرآن کریم میں چند کا تذکرہ ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

صحف ابراهیم: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی. صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰی''(الاعلیٰ:۱۸-۱۹)

یہ مضمون اگلی (آسمانی) کتابوں میں یعنی ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں (بھی) موجود ہے۔

ابراہیم علیہ السلام پر جو صحیفہ نازل کیا گیا تھا وہ آج کے دور میں ناپید ہے۔

تورات: جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ''(سورہ المائدہ:۴۴) ہم نے تورات نازل کیا تھا جس میں ہدایت ونور ہے۔

تورات آج کے زمانہ میں تحریف شدہ موجود ہے جس میں کئی اشخاص نے مختلف زبانوں میں تحریف وتغیر وتبدل کیا ہے۔ محمد فرید وجدی کہتے ہیں کہ ''تورات کی تحریف کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ نصاریٰ کے پاس جو تورات ہے اس کے خلاف یہود کے پاس ہے''، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تورات کی کئی شکلیں بنائی جا چکی ہیں۔

اللہ رب العالمین نے قرآن کریم میں واضح الفاظ میں اس تحریف وتبدل کو بیان فرماتا ہے۔ ''اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ''(البقرہ:۷۵)

کیا تم امید رکھتے ہو کہ یہ لوگ تمہارے (دین کے) قائل ہو جائیں گے (حالانکہ) ان میں سے کچھ لوگ کلام خدا (یعنی تورات) کو سننے پھر اس کے سمجھ لینے کے بعد اس کو جان بوجھ کر بدل دیتے ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا: ''مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ''(النساء:۴۶)

''بعض یہود کلمات کو ان کی ٹھیک جگہ سے ہیر پھیر کر دیتے ہیں۔''

زبور: جوداوٗدعلیہ السلام پرنازل کی گئی تھی۔اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:’’وَّاٰتَیۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا‘‘(الاسراء:۵۵)اورہم نے داوٗدکوزبورعطاکئے۔

اورلفظ زبورکتابوں پربھی بولاجاتاہے۔قرآن کریم میں ہے:’’وَاِنَّہٗ لَفِیۡ زُبُرِ الۡاَوَّلِیۡنَ‘‘اوریہ(یعنی قرآن)اگلے پیغمبروں کی کتابوں میں بھی موجودہے۔

آج کے زمانے میں زبورکےتعلق سےمعلومات نہیں ہیں۔

انجیل: جوعیسیٰ علیہ السلام پرنازل ہوئی تھی۔

اس کتاب میں بھی تحریف وتغیرہواہےجس طرح تورات میں ہواتھا۔نصاریٰ کے پاس جوانجیل ہےاس کی تحریف کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نےسترانجیل بناکراس میں سےچارکومنتخب کئے ہیں اوریہ چاران کےموٗلفین کی طرف منسوب ہیں۔جیسےانجیل متی،انجیل یوحنااورانجیل مرقس۔لیکن اللہ تعالیٰ کی جانب کوئی کتاب منسوب نہیں ہے۔

ان لوگوں نےمختلف طریقوں سےتحریف کئے ہیں۔بعض مقامات پرحقیقت کوچھپائے،بعض جگہ توحیدکےمفہوم میں تبدیلی کی،بعض جگہ نصوص میں تبدیلی اورزیادتی کی،بعض جگہ ان کےاصلی معنی سےپھیرکردوسرےمعنی لگائے۔اس طرح گذشتہ آسمانی کتب میں تحریف وتبدیلی اورتغیرہوا۔بجزقرآن مجیدکے۔قرآن مجیدتحریف،تغیراورتبدل سےپاک ہےجس کی ضمانت وحفاظت رب کریم نےلی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجیدمیں یہودونصاریٰ کی تحریف کی طرف اشارہ کرتےہوئےفرماتاہے:’’وَقَالَتِ الۡیَہُوۡدُ عُزَیۡرُنِ ابۡنُ اللّٰہِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ اللّٰہِ،ذٰلِکَ قَوۡلُہُمۡ بِاَفۡوَاہِہِمۡ‘‘(توبہ:۳۰)یہودنےعزیرکواللہ کابیٹااورنصاریٰ نےمسیح کواللہ کابیٹاقراردیا۔یہ ان کی منہ کی باتیں ہیں۔

قرآن کریم: یہ نزول کےاعتبارسےآخری کتاب جوآخری پیغمبرمحمدصلی اللہ علیہ وسلم پرنازل کی گئی ہےاوراس کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ رب العالمین نےلی ہے۔ارشادباری ہے:’’اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ‘‘(الحجر:۹)یہ کتاب قیامت تک انسانیت کی بہبودوخیرخواہی اوررہنمائی کی خاطررہےگی۔اس کتاب کی چندخصوصیات ہیں۔

۱-اس کتاب میں انجیل وتورات کی الٰہی تعلیمات کاخلاصہ موجودہے۔

۲-اللہ تعالیٰ کی یہ آخری کتاب جوانسان کی بھلائی کی خاطرہےاوراس میں تحریف کی کوئی گنجائش موجودنہیں ہے۔

۳-اس کتاب کےاندرایک دوسرےکےخلاف تعارض نہیں پایاجاتاہے۔

۴-اورقرآن وجہاں میں تعارض نہیں پایاجاتاہےبلکہ یہ دونوں ایک دوسرےکی تصدیق وتوثیق کرتےہیں۔

اللہ تعالیٰ کاارشادہے:’’سَنُرِیۡہِمۡ اٰیٰتِنَا فِی الۡاٰفَاقِ وَفِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَہُمۡ اَنَّہُ الۡحَقُّ، اَوَلَمۡ یَکۡفِ بِرَبِّکَ اَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدٌ‘‘(حم سجدہ:۵۳)ہم ان لوگوں کواپنی(قدرت)کی نشانیاں ملکوں میں اورخودان کی ذات میں عنقریب دکھلائیں گے۔یہاں تک کہ ان کوکھل جائےگاکہ قرآن برحق۔(اللہ کاکلام)ہےکیا(تیری سچائی کی یہ دلیل)کافی نہیں ہےکہ تیرےمالک کےسامنےہرچیزحاضرہے‘‘۔

اللہ تعالیٰ یہ چاہتاہےکہ اس قرآن مجیدکوعقل،ودل کی گہرائی تک پہنچائی جائےاس لیےاس کتاب کوآسان وسلیس لغت میں نازل کیاہےارشادباری ہے:’’وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ‘‘(القمر:۱۷)ہم نےاس کتاب کوآسان زبان میں نازل کیاہےکوئی ہےجواس سےنصیحت حاصل کرے۔

جوشخص حق کامتلاشی اورصحیح الہادی تعلیمات کاآرزومندہےاس کوقرآن کریم کےسواکوئی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی نہیں کرسکتایہ ایسی کتاب ہےجس کےاصول محفوظ،جس کی تعلیم صحیح اورامت محمدیہ نےسرورکائنات سےحاصل کیاہےجس میں جھوٹ اورخلط ملط کارتی برابردخل نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کاارشادہے:’’قَدۡ جَآءَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ نُوۡرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیۡنٌ.یَّہۡدِیۡ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ بِاِذۡنِہٖ وَیَہۡدِیۡہِمۡ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ‘‘(المائدہ:۱۵-۱۶)

بےشک اللہ کی طرف سےتمہارےپاس نورآیاہے(محمدیادین اسلام)اورقرآن جوبیان کرنےوالاہےاللہ اس سے(یعنی اس نوریاکتاب سے)ان لوگوں کوجواس کی مرضی پرچلتےہیں اپنےحکم سے(دوزخ سے)بچاوٗ کی راہیں دکھلاتاہےاوراندھیرا(کفر)سےان کونکال کراجالے(اسلام)میں لاتاہےاوران کو(شریعت)کاسیدھاراستہ بتلاتاہے(جس میں نہ افراط ہےنہ تفریط)

دوسری جگہ فرماتاہے:’’اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡکِتٰبَ وَلَمۡ یَجۡعَلۡ لَّہٗ عِوَجًا،قَیِّمًا لِّیُنۡذِرَ بَاۡسًا شَدِیۡدًا مِّنۡ لَّدُنۡہُ وَیُبَشِّرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمۡ اَجۡرًا حَسَنًا. مَّاکِثِیۡنَ فِیۡہِ اَبَدًا. وَّیُنۡذِرَ الَّذِیۡنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا‘‘(الکہف:۱)

ہرطرح کی تعریف خداہی کوسزاوارہےجس نےاپنےبندے(محمد)پرقرآن اتارااوراس میں کسی طرح کی کسرنہیں رکھی سیدھاصاف اس لیےکہ(کافروں کو)اس سخت عذاب سےڈرائےجواس کی طرف آنےوالاہےاورمسلمانوں کوجونیک کام کرتےہیں یہ خوشخبری دےکہ ان کواچھی مزدوری(بہشت)ملےگی جس میں وہ ہمیشہ رہیں گےاوران لوگوں کو(بھی)ڈرائےجوکہتےہیں اللہ اولادرکھتاہے‘‘۔

(شیخ راشدالفرحان کے عربی مقالہ سے ترجمہ)

☆☆☆

مصافحہ کا بیان

ابواسامہ خیرالانام مدنی

الحمد لله والصلاة والسلام على رسوله الذى حث أمته بافشاء السلام وعلى آله وصحبه وسلم تسليما كثيرا وبعد:

مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی سے باہم ملنا، ملاقات کے وقت سلام اور مصافحہ کرنا، عرصہ کے بعد ملنے یا سفر سے لوٹنے کے بعد ملنے پر معانقہ کرنا (گلے ملنا) اچھے اسلامی آداب، اخلاقِ کریمہ اور محاسنِ اسلام میں سے ہے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جب کوئی مسلمان اپنے بھائی سے ملاقات کرتا ہے تو ان دونوں کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح سخت ہوا کے دن سوکھے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ اس حدیث کو طبرانی نے باسنادِ حسن روایت کیا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عن ابى هريرة قال: قال رسول الله ﷺ لا تدخلوا الجنة حتى تؤمنوا ولا تؤمنوا حتى تحابوا، أولا أدلكم على شئ اذا فعلتموه تحاببتم؟ أفشو السلام بينكم (مسلم، كتاب الايمان، رقم ٥٤)

اسلام کے آنے سے قبل عرب میں سلام کرنے کے طریقے مختلف تھے: "عم صباحا، عم مساء یا عم نهارا" کا رواج تھا۔ جب دینِ حنیف اسلام آیا تو اللہ رب العالمین نے مسلمانوں کو سلام کرنے کا طریقہ بتایا اور نبی کریم ﷺ نے مکمل تعلیم وتربیت دی اور مسلمانوں کا شعار "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" منتخب کیا۔

سلام: ہر شر، شکوہ وشکایت اور تمام ترعیوب سے نجات دلانے کی دعاء ہے۔ نیز "سلام" اللہ رب العالمین کا ایک نام بھی ہے۔ "السلام علیکم" کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ عزوجل آپ کا نگہبان و پاسبان ہو۔ وہ آپ کے تمام امور کی ترتیب وترکیب کرے، آپ پر اللہ کی رحمت وبرکت نازل ہو، وغیرہ۔

سلام کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ ہم آپ کے لئے اللہ تعالی سے ہر شر اور برائی سے سلامتی چاہتے ہیں، اور آپ کے حق میں خیر وسلامتی اور رحمت و برکت کے خواستگار ہیں۔

اس لئے نبی کریم ﷺ نے سلام کو عام کرنا ایمان کا حصہ بتایا ہے۔

بخاری ومسلم وغیرہ کی روایت میں ہے: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کونسا اسلام بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کھانا کھلاؤ! سلام کہو! سلام کرو! جسے پہچانتے ہو اس کو اور جس کو نہیں پہچانتے ہو اس کو بھی۔ تو تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (بخاری 12، 28، اور 6236)۔ اس کے علاوہ اور بھی ارشادات ہیں۔

جہاں تک اس کی فضیلت کی بات ہے تو امام بخاری، نسائی، ابن حبان رحمہم اللہ نے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا؛ وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص کا آپ ﷺ کے پاس سے گذر ہوا آپ مجلس میں تشریف فرما تھے تو اس نے کہا "السلام علیکم"، تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو دس (10) نیکیاں ملیں، پھر دوسرے شخص کا گذر ہوا تو انہوں نے آپ کو "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے بیس (20) نیکیاں ملیں، پھر تیسرے شخص کا گذر ہوا اس نے آپ ﷺ پر "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہا، آپ ﷺ فرمایا اس نے تیس (30) نیکیاں حاصل کیں۔

سلام کرتے ہوئے مصافحہ کرنا چاہیے۔ یہ نیک عمل سنتِ صحیحہ سے ثابت ہے۔

مصافحہ کی حکمت و فضیلت: مصافحہ کرنا بہترین انسانی، اخلاقی ادب وخصلت ہے۔ اس سے ہمیں مصافحہ کرنے والے کی شخصیت کا پتہ چلتا ہے، یہ اس کے مزاج کا عکاس اور اس کے آداب و اخلاق کی عمدگی کا پیغام ہوتا ہے۔ یہ مصافحہ اپنے مصافحین کے مابین:

1-محبت کی علامت۔ 2-شخصیت کی معرفت 3-علمی پختگی ووثوق اور روابط کی صلابت، 4-نفسیاتی تعارف کا ذریعہ ہوتا ہے۔ 5-نیز ذاتی تعلق کو بڑھاتا ہے۔ 6-انسانی مہارت کے ارتقاء وعروج کا باعث ہوتا ہے۔

یہ قدیم زمانے سے ایک اچھی انسانی موروثی عادت ہے۔ نیز دنیا کے تمام انسانی نسل کی فطرت ہے۔

مصافحہ دنیا میں آباد ہر دور، ہر علاقہ اور ہر قوم ونسل میں پایا جاتا ہے۔

ہر قوم ونسل کے مصافحہ کے طور وطریقے مختلف ہیں۔ مصافحہ کرنے سے دوستی، عزت اور آپسی احترام کا اظہار ہوتا ہے۔ نیز دوسرے مثبت ایجابی پہلو مرتب ہوتے ہیں اور کارآمد نتیجے نکلتے ہیں۔

یہ مصافحہ دو اشخاص کے درمیان الفت ومحبت، دوستی و دلجمعی کا اظہار کرنے کا بہترین ذریعہ ہے نیز آپسی کینہ، بغض، حسد اور بے رخی کے ازالہ کا سبب بھی ہے۔

مصافحہ کرنے کی ترغیب وتلقین اور اس کی فضیلت کو اجاگر کرنے میں بڑی عظیم

حدیث وارد ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ رب العالمین ان کے گناہ ان کی جدائی سے قبل معاف کر دیتا ہے، یا ان کے گناہ جھاڑ دیتا ہے''۔ (ابوداؤد: 5212) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

مصافحہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مشہور تعامل تھا۔

مصافحہ کی لغوی تحلیل: لفظ مصافحہ "صَفَحَ" (ص ف ح) سے ہے۔ جس کے معنی ہتھیلی کے ہیں۔

مصافحہ کا طریقہ لغت کے اعتبار سے یوں ہے: جب ایک آدمی اپنے داھنے ہاتھ کے باطنی حصہ (کف) کو اپنے ساتھی کے داھنے ہاتھ کے باطنی حصہ (ہتھیلی) پر رکھے یا ملائے، مصافحہ کہلائے گا۔ (معجم مقاییس اللغۃ 3/229)

یعنی ایک آدمی کا سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے آدمی کے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی سے ملانا مصافحہ کہلاتا ہے۔ مصافحہ کا یہی مسنون طریقہ ہے یہ ہر دو جانب کے سیدھے ہاتھوں کے ملانے سے ہوتا ہے۔ جو لوگ دایاں اور بایاں دونوں ہاتھ ملاتے ہیں ان کو لفظ مصافحہ کی حقیقت پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

اکثر اہل علم کے نزدیک مصافحہ ایک ہی ہاتھ سے ہے۔ اور یہی طریقہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور مسلمانوں کے قرونِ مفضلہ میں رائج تھا۔

مصافحہ کا مفہوم علماء لغت کے اقوال کی روشنی میں: علامہ مرتضی زبیدی حنفی رحمہ اللہ تاج العروس شرح قاموس میں لکھتے ہیں: ''الرجل يصافح الرجل اذا وضع صفح كفه فی صفح كفه وصفحا وجهاهما"

ابن الاثیر رحمہ اللہ نہایہ میں لکھتے ہیں: ''و منه حديث المصافحة عند اللقاء وهی مفاعلة من لصاق الكف بالكف واقبال الوجه على الوجه

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں: "هی مفاعلة من الصفحة والمراد بها الافضاء بصفحة اليد الى صفحة اليد"

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ "مرقاۃ" شرح مشکاۃ میں لکھتے ہیں: المصافحة هی: الافضاء لصفحة اليد الى صفحة اليد" (یعنی ہتھیلی کو ہتھیلی سے ملانا اور روبرو ہونے کو مصافحہ کہیں گے نہ کہ دو ہتھیلیوں کے ملانے کو۔)

ان عبارتوں کا خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ مصافحہ کا معنی بطنِ کف کو بطنِ کف سے ملانا ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ پشتِ کف کو پشتِ کف سے یا بطنِ کف کو پشت سے ملانے کو مصافحہ نہیں کہیں گے۔ جب آپ مصافحہ کے معنی سے واقف ہو گئے تو دیکھئے کہ مصافحہ کا مروجہ معنی اہل حدیث پر صادق آنا تو ظاہر ہے، رہا دونوں ہاتھ سے مصافحہ سو اس کی دو صورتیں ہیں:

ایک یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کے بطنِ کف کو داہنے ہاتھ کے بطنِ کف سے ملایا جائے اور مصافحین میں سے ہر ایک اپنے بائیں ہاتھ کے بطنِ کف کو دوسرے کے داہنے ہاتھ کے پشتِ کف سے ملائے۔ اس صورت کا مصافحہ اس زمانہ کے اکثر احناف میں مروج ہے اور اس کے ثبوت میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی درج ذیل روایت پیش کی جاتی ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کے بطنِ کف کو داہنے ہاتھ کے بطنِ کف سے اور بائیں ہاتھ کے بطنِ کف کو بائیں ہاتھ کے بطنِ کف سے ملایا جائے اور مصافحین میں سے ہر ایک کے دونوں ہاتھ بطورِ مقراض کے ہوں۔ اسی وجہ سے اکثر اہل علم کے نزدیک مصافحہ ایک ہی ہاتھ سے ہے۔ اور یہی طریقہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور مسلمانوں کے قرونِ مفضلہ میں رائج تھا۔

مصافحہ کے دلائل میں بہت سی احادیث وارد ہیں: ''ابو معمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد سکھایا اس وقت میرا ہاتھ آپ ﷺ کے ہتھیلیوں کے درمیان تھا۔ جس طرح آپ قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے؛ (التحيات لله والصلوات والطيبات، السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، أشهد أن لا اله الا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله) آنحضرت ﷺ اس وقت حیات تھے، جب آپ کی وفات ہوگئی تو ہم "السلام علیک ایہا النبی'' کی جگہ ''السلام علی النبی" پڑھنے لگے۔ (بخاری شریف)

ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا جس طرح اہلِ حدیث کرتے ہیں، احادیث صحیحہ صریحہ اور آثار صحابہ رضوان اللہ علیہم سے نہایت صاف اور واضح طور پر ثابت ہے۔ اور دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا جس طرح اس زمانہ کے احناف میں رائج ہے نہ کسی حدیث صحیح سے ثابت ہے اور نہ کسی صحابی کے اثر سے، اور نہ ہی ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) میں سے کس بھی امام کا دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا یا اس کا فتوی دینا بسند صحیح منقول ہے۔ حنفیہ کے نزدیک جو نہایت مستند ومعتبر کتابیں ہیں جن پر مذہب حنفی کی بنیاد ہے ان میں بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا مسنون یا مستحب ہونا مذکور ومکتوب نہیں ہے۔

کتبِ حنفیہ کے طبقۂ اولی کی کتابوں میں امام محمد رحمہ اللہ کی چھ تصنیفات (المبسوط، الجامع الصغیر، الجامع الکبیر، السیر الصغیر، السیر الکبیر، الزیادات) ہیں۔ جو حنفی مسلک میں کتب ظاہر الروایہ یا مسائل الاصول سے تعبیر کئے جاتے ہیں، اپنی آخری تصنیف میں بھی امام محمد رحمہ اللہ نے یہ نہیں لکھا ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہیے بلکہ یوں لکھا ہے: ''دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں'' ہے۔

قاضی خان رحمہ اللہ نے بھی یہی لکھا ہے۔ ھدایہ میں بھی " لابأس بہ " لکھا ہے۔یعنی''دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے''۔

سبھوں نے''دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے'' لکھا ہے۔

ہدایہ، قدوری وشرح وقایہ درسی کتاب ہیں اس میں بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ مسنون یا مستحب ہونا نہیں لکھا ہے۔اس میں صرف مصافحہ کرنا جائز ہے؛ لکھا ہے۔(ماخوذ: شرح صحیح بخاری ج7/ 563- 564/ حدیث نمبر 6263 - 6265،ترجمہ وتشریح: مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ/طبع: 2015/مطبعہ: دارالکتب الاسلامیہ،دھلی6)۔

ایک ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون ہونے کے ثبوت میں 13 احادیث وآثار موجود ہیں؛ان میں سے چندکا یہاں ذکر کیا جارہا ہے:

.1 حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ تمہید شرح مؤطا میں عبیداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "انہوں نے کہا کہ تم لوگ میرے اس ہاتھ کو دیکھتے ہو! میں نے اسی ایک ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے مصافحہ کیا ہے"، اور ذکر کیا حدیث کو۔ یہ حدیث صحیح ہے۔اس حدیث سے بصراحت ثابت ہوا کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا مسنون ہے۔

.2۔خادمِ رسول انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنی اس ہتھیلی سے رسول اللہ کی ہتھیلی سے مصافحہ کیا، پس میں نے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم کسی ریشمی کپڑے کو مس نہیں کیا!!!

.3۔عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث: رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کاموں میں حتی الوسع داھنے کو محبوب رکھتے تھے: وضو کرنے میں، کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں۔(بخاری: 198، مسلم 617) اس حدیث کے عموم میں مصافحہ بھی داخل ہے جیسا کہ علامہ(بدرالدین) عینی رحمہ اللہ نے "بنایہ "شرح ھدایہ میں لکھا ہے:

''علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ ان تمام امور میں جو تکریم سے ہیں داہنے ہاتھ کا مقدم کرنا مستحب ہے جیسے وضو اور غسل کرنا، کپڑا، جوتا، موزہ اور پائجامہ پہننا اور مسجد میں داخل ہونا، مسواک کرنا، سرمہ لگانا اور ناخن اور لَب کے بال تراشنا، بغل کے بال اکھیڑنا اور سر مونڈنا اور نماز سے سلام پھیرنا، بیت الخلاء سے نکلنا، کھانا وپینا اور مصافحہ کرنا، حجر اسود کا بوسہ لینا اور دینا وغیرہ جیسے کاموں میں، اور جو ان امور کے علاوہ ہیں بائیں ہاتھ کا مقدم کرنا مستحب ہے''۔امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں اس کی وضاحت کی ہے۔

4-(سنن ابوداؤد: رقم33) میں وارد ہے:(عن عائشة رضی الله عنها قالت كانت يد رسول الله ﷺ اليمنى لطهوره وطعامه وكانت اليسرى لخلائه وما كان من أذى)''یعنی نبی کریم ﷺ کی عادتِ شریفہ یہ تھی کہ'' آپ داھنے ہاتھ کا استعمال ہران تمام کاموں میں جو تکریم وتعظیم اور احترام کے تھے، جیسے وضو کرنے، غسل کرنے، کپڑے پہننے، مسجد، یا منزل میں داخل ہونے، سلام کرنے، کھانے، پینے، حجر اسود کو بوسہ دینے، لینے، بیت الخلاء سے نکلنے وغیرہ میں کیا کرتے تھے۔اور بائیں ہاتھ کا استعمال حقیر کام جیسے صفائی کرنے اور گندگی کا ازالہ وصاف کرنے، ناک جھاڑنے وغیرہ کے لئے کیا کرتے تھے۔''اور مصافحہ کارِخیر وتکریم میں سے ہے۔

5-ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلام کرنے میں تمام ہاتھ کا پکڑنا اور مصافحہ داھنے ہاتھ سے ہے۔(رواہ الحاکم فی الکنیٰ، وکنز العمال ج5/ص 31) اس روایت سے بھی صراحتاً معلوم ہوا کہ ایک ہاتھ سے یعنی داھنے ہاتھ سے مصافحہ کرنا چاہئے۔

6-صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے عثمان رضی اللہ عنہ کے مکہ چلے جانے کے بعد بیعت الرضوان ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے داھنے ہاتھ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ میرا داھنا ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے۔ پھر آپ نے اپنے داھنے ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارااور فرمایا کہ یہ بیعتِ عثمان ہے۔

اس حدیث سے بھی مصافحہ کا مسنون طریقہ ایک ہاتھ سے ہونا ثابت ہے اس لئے کہ آپ ﷺ کا داھنا ہاتھ تو بجائے ایک ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے تھا اور دوسرا ہاتھ خود آپ کا۔

7- جامع ترمذی کی روایت میں ہے۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان باہم ملاقات کرتے ہیں، اور مصافحہ کرتے ہیں تو قبل اس کے کہ ایک دوسرے سے جدا ہوں ان دونوں کی مغفرت کی جاتی ہے۔امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن اور غریب ہے(ترمذی: 2727)۔

اس حدیث سے بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ظاہر ہے۔ کیونکہ اس میں لفظ''یَد'' بصیغۂ واحد ہے اور صیغۂ واحد فردِ واحد پر دلالت کرتا ہے۔ واضح ہو کہ مصافحہ کی جن جن احادیث میں لفظ''یَد'' واقع ہوا ہے بصیغۂ واحد ہی ہوا ہے۔ مصافحہ کی کسی حدیث میں لفظ''یَد'' بصیغۂ تثنیہ(یَدَ ینِ) نہیں واقع ہوا ہے۔

علاوہ ازیں ان تمام حدیثوں سے جن میں مطلق مصافحہ کا ذکر ہے،''یَد'' اور'' کَف'' سے ایک ہی ہاتھ کا مصافحہ ثابت ہوتا ہے اور ان احادیث سے دونوں ہاتھ کا مصافحہ ثابت نہیں ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ اہلِ لغت اور شارحینِ حدیث نے مصافحہ کے جو معنی لکھے ہیں وہ دونوں ہاتھ کے مصافحہ پر صادق نہیں آتا اور ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے پر جس طرح اہل حدیثوں میں مروج ہے بخوبی صادق آتا ہے۔

ابومعمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو

فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ نے مجھے تشہد سکھایا اس وقت میرا ہاتھ آپ ﷺ کے ہتھیلیوں کے درمیان تھا۔ جس طرح آپ قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے؛ (التحيات لله والصلوات والطيبات، السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، أشهد أن لا اله الا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله) (بخاری شریف:-6265۔6263) اس حدیث کی تشریح میں علامہ البانی رحمہ اللہ نے چند مسائل وفوائد بیان کئے ہیں۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ مصافحہ میں ایک ہی ہاتھ کا استعمال کرنا ہے۔اس کی دلیل میں مزید بہت سی احادیث وارد ہیں اور لغت کے اعتبار سے بھی یہی ثابت ہورہا ہے۔

مصافحہ کی فضیلت: مصافحہ کی فضیلت میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث بھی ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ جب ایک مؤمن کسی مؤمن سے ملاقات کرتا ہے اور سلام کرتے ہوئے مؤمن بھائی سے ہاتھ ملا کر مصافحہ کرتا ہے تو ان کے صغیرہ گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح سوکھے ہوئے درخت کے پتے تیز ہوا سے گرتے ہیں۔(طبرانی 3/ 270)

خاتمہ: مذکورہ تمام احادیث یہ بتاتی ہیں کہ مصافحہ میں سنت یہ ہے کہ ایک ہی ہاتھ سے اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑا جائے۔

لہٰذا! دونوں ہتھیلیوں سے مصافحہ کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت وعادت کے خلاف ہے اور جس حدیث سے دونوں ہتھیلیوں سے مصافحہ کرنے کی دلیل اخذ کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے دونوں ہتھیلیوں کو پکڑا۔وہ تدریس وتعلیم میں طالب علم کے ذھن کو متوجہ کرنے اور مزید دھیان مرکوز کرنے کے لئے تھا۔(بخاری:6265 ومسلم:402)۔

گویا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ پیغام دینا چاہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تشہد سکھایا جیسے آپ ہمیں قرآن کریم کی سورتیں سکھاتے تھے۔ مجھے شدید انتباہ کرنے کے لئے آپ ﷺ میرے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو اپنے دونوں ہتھیلیوں سے پکڑے ہوئے تھے !!! ورنہ آپ ﷺ کے مصافحہ کرنے کی عام عادت دونوں ہتھیلیوں سے نہیں تھی۔

لہٰذا ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا ہی اصل اور صحیح ہے۔اور جو بات حماد بن زید رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انھوں نے عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے اپنے دونوں ہتھیلیوں سے مصافحہ کیا؛ اس اثر کو امام بخاری رحمہ اللہ نے تعلیقًا (1206) بیان کیا ہے۔ دونوں ہتھیلیوں سے مصافحہ سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر مناسب ہے۔بلکہ ایک ہی ہتھیلی سے مصافحہ کرنا مناسب اور درست ہے۔(تحفۃ الاحوذی ج 7/ 431 –433)

حماد بن زید رحمہ اللہ کے اثر سے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنے کے جواز میں دلیل پیش کرسکتے ہیں کہ دونوں ہتھیلیوں سے مصافحہ کرنے سے گناہگار نہیں ہوگا امام بخاری رحمہ اللہ نے جواز کو بتانے کے لئے ان کی حدیث کو اپنی صحیح میں بیان کیا ہے۔ جیسے حماد بن زید بن درھم رحمہ اللہ نے ابن المبارک رحمہ اللہ کو کیا ہے۔اس حدیث کو 6265 نمبر میں ذکر کیا ہے۔جبکہ نبی کریم ﷺ اور خلفاءِ راشدین،صحابۂ کرام اور تابعین عظام کا عمل اس کے برخلاف ہے کہ مصافحہ دائیں ہاتھ سے ہی اس عصر میں رائج رہا۔انتھی۔

(ماخوذ: شرح صحیح بخاری ج7/ 563- 564/ حدیث نمبر 6263 - 6265،ترجمہ وتشریح: مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ/طبع:2015/مطبعہ: دار الکتب الاسلامیہ، دھلی6- نیز:\\islamqa.info۔)

(حماد بن زید رحمہ اللہ: حماد بن زید بن درھم نام: ابو اسماعیل کنیت، ازرق لقب، ازدی، بصری بجستانی الاصل تھے۔آل جریر بن حازم جھضمی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ان کی پیدائش بصرہ کے ازد شہر میں 98ھ میں ھوئی اور 179ھ میں وفات پائی، آپ اپنے وقت کے محدث اور ثقہ راوی تھے۔ ابن المبارک ان کے شاگردوں میں سے ہیں۔(سیر اعلام النبلاء ج7۔)

عبد الله بن المبارك رحمه الله : عبداللہ بن المبارک بن واضح الحنظلی التمیمی ان کا مالک ابوعبدالرحمٰن المروزی (یعنی ابوعبدالرحمٰن المروزی کے آزاد کردہ غلام تھے) 118ھ میں مرو (ترکمانستان) میں پیدا ہوئے اور وفات 181ھ میں عراق کے انبار شہر میں ہوئی۔آپ مجتھد، محدث، اور امامِ عصر تھے۔

یہ دونوں تبع تابعی ہیں۔محدثین کے نزدیک طبقہ سابعہ میں آتے ھیں۔رحمھم اللہ جمیعًا))۔(سیر اعلام النبلاء ج:8)

"حماد بن زید رحمہ اللہ نے تدریس وتعلیم میں طالبِ علم کے ذھن کو متوجہ کرنے اور مزید دھیان مرکوز کرنے کے لیے معلمِ کبیر رسول اللہ ﷺ کا اسلوب اختیار کرتے ہوئے ابن المبارک رحمہ اللہ سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔"

اس اثر میں بھی (حماد بن زید رحمہ اللہ کے ہاتھوں کے ساتھ) ابن المبارک رحمہ اللہ کے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا ذکر نہیں ہے۔

اس سرسری جائزے اور دلائل وآثار کے ذکر کرنے کا ماحصل یہ ہے کہ دلائل کی روشنی میں حق بات کو تسلیم کیا جائے اہل ایمان سے یہی مطلوب ہے یہاں اس مسئلہ میں انصاف وتقوی اور حق کی بات یہ ہوگی کہ طریقۂ مصطفی اور فہم کبارِ صحابہ اور ان کے عمل کے مطابق ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کیا جالائے یہی عین حق وصواب ہے۔واللہ اعلم بالصواب۔

☆☆☆

فتنوں سے نجات کے ذرائع

عبدالمنان شکراوی،اہل حدیث منزل،دہلی

مخلوق کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے کچھ قوانین ہیں جن میں کبھی بھی تغیر وتبدل نہیں ہوتا۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا (فاطر:۴۳)ترجمہ:''سوآپ اللہ کے دستور کوکبھی بدلتا ہوانہ پائیں گے،اورآپ اللہ کے دستور کوکبھی منتقل ہوتا ہوانہ پائیں گے۔''

اللہ تعالیٰ کا ایک قانون یہ ہے کہ دنیا آزمائش وامتحان گاہ اور فتنوں کی جگہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ (العنکبوت:۲،۳)ترجمہ:''کیا لوگوں نے یہ گمان کررکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے؟ ان سے اگلوں کو بھی ہم نے خوب جانچا۔یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انہیں بھی معلوم کرلے گا جو جھوٹے ہیں۔''

مخلوق کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا یہ قانون جاری وساری ہے کہ بندوں کو آزمائش میں مبتلا کرے تاکہ پکا سچا مومن بندہ اور منافق،دوغلا اور جھوٹ موٹ کے ایمان کے دعویدار دونوں کے درمیان امتیاز واضح ہوجائے۔فتنوں سے متعلق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیشتر احادیث آخری زمانے سے متعلق ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ سمندر کی موجوں کی طرح ہوں گے۔لہٰذا ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ ان فتنوں سے بچنے کے لئے نجات کی کشتی میں سوار ہوجائے۔

عقیدے کے فتنے:عقیدے کے فتنوں کو علماء نے شبہات کا نام دیا ہے۔گمراہی کے مبلغین شبہات کی خوب نشرواشاعت کرتے ہیں اوراس کے لئے ہر حربہ استعمال کرتے ہیں۔ذرائع ابلاغ (میڈیا) کا استعمال شبہات پھیلانے کے لئے خوب کیا جاتا ہے۔اس کے ذریعہ وہ لوگوں میں ان کے دین ومذہب،ان کے رب کی کتاب،ان کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اورآپ کی سنتوں،آپ کے صحابہ اورآپ کی حدیثوں کے بارے میں شک پیدا کرتے ہیں۔وقتاً فوقتاً آپ دیکھتے ہیں کہ محدثین کرام میں امام بخاری رحمہ اللہ جیسے علم وحفظ کے پہاڑ کے بارے میں زبان طعن دراز کرتے ہیں۔احمق وبے وقوف لوگ نکلتے ہیں اوراس شخص کے سلسلے میں طعن وتشنیع اوران کی کتاب صحیح بخاری جوکہ قرآن کریم کے بعد سب سے سچی کتاب تسلیم کی جاتی ہے کے بارے میں نقد وجرح کرتے ہیں۔اس کتاب کی فضیلت میں کہنے والے نے کس قدر سچی بات کہی ہے کہ یہ کتاب سونے کے پانی سے لکھے جانے کے قابل ہے۔اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی ترازو کی حیثیت حاصل ہے۔عرب وعجم سب اس کے آگے سرتسلیم خم ہیں۔اس کتاب کی تصنیف میں امام صاحب نے اپنی پوری صلاحیت صرف کردی اورامت کوایک شاہکار عطا کیا۔شکوک وشبہات کے فتنے کے علاوہ مال وعورتوں وغیرہ کے بھی متعدد فتنے ہیں۔

فتنوں سے نجات:فتنوں سے مسلمان کیسے نجات حاصل کریں؟یہ ایک اہم سوال ہے جس کے جواب کی جانب رہنمائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی ہے اوران کشتیوں کا پتہ بتادیا ہے جن پرسوار ہوکر فتنوں کی منجدھار سے بندہ کنارے پر پہنچ سکتا ہے:

۱۔فتنوں سے پناہ مانگنا:یعنی فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگنا اور دعا وگریہ زاری کے ذریعہ اسی کا سہارا حاصل کرنا۔ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ظاہری وباطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگو،ظاہری وباطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگو،ظاہری وباطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگو۔اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ تین بار دہرایا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کے مطابق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرض اور گناہ سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔توآپ سے دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ قرض اور گناہ سے بہت پناہ مانگتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: آدمی جب قرض دار ہوجاتا ہے تو زیادہ بولتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔(نسائی)

۲۔نیک اعمال کی جلدی کرنا:یعنی نیک اعمال کوانجام دینے میں جلدی کرنا۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' جلدی جلدی نیک اعمال کرلو ان فتنوں سے پہلے جو اندھیری رات کے حصوں کی طرح ہوں گے،صبح کو آدمی ایماندار ہوگا اورشام کوکافر یا شام کو ایماندار ہوگا اورصبح کافر اوراپنے دین کو دنیا کے مال کے عوض بیچ ڈالے گا۔''(مسلم)اس زمانے میں معاملات میں بڑا الٹ پھیر ہوجائے گا۔اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔لوگ اپنے دین کو جوکہ ایک مومن آدمی کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے کو بیچ ڈالیں گے،وہی اصل مال ہے جس کا خسارہ سب سے بڑا خسارہ ہے۔

تم میں سب نگہبان ہیں :ہر فرد نگہبان ہے اور اپنے ماتحتوں کو فتنوں سے بچانے اور انہیں دین سکھانے کی اس کی ذمہ داری ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (التحریم:٦) ترجمہ:''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔''

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: انہیں بھلائی کی باتیں اور ادب سکھاؤ جو کہ اللہ کے دین کی باتیں سکھانے اور اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کی سنت اور اس امت کے سلف صالحین کے طریقے کو مضبوطی سے تھام لینے کی ترغیب سے ہوگا۔ ساتھ ہی گمراہ کن بدعتوں اور گمراہی کے مبلغین سے ڈرانا بھی ضروری ہے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم کے دروازوں پر بلانے والے پیدا ہوں گے جو ان کے بلاوے پر ادھر جائے گا وہ انہیں جہنم میں ڈالدیں گے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں ان کے اوصاف بتادیجئے۔ فرمایا: وہ لوگ ہم ہی میں سے ہوں گے، ہماری زبان بولیں گے لیکن وہ گمراہی کی طرف بلائیں گے۔'' اللہ ان سے بچائے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ عرب ہی ہوں گے عجم نہیں، نہ یہود نہ نصاریٰ۔

پسپائی سے گریز :فتنوں کے وقت پسپائی اختیار کرنا انتہائی خطرناک ہے۔ بعض لوگ ہوتے ہیں جو فتنوں کے وقت ہمت ہار جاتے ہیں اور منہ کے بل گر جاتے ہیں۔ اللہ ایسے حالات سے اپنی پناہ میں رکھے۔ بڑی ہی اہم حدیث ہے جسے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے لئے روایت کیا جب انہوں نے فتنوں کے بارے میں دریافت کیا۔ بیان کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فتنے دلوں پر ایسے آئیں گے کہ ایک کے بعد ایک، ایک کے بعد ایک جیسے بوریئے کی تیلیاں ایک کے بعد ایک ہوتی ہیں جس دل میں وہ فتنہ رچ جائے گا تو اس میں ایک کالا داغ پیدا ہوگا اور جو دل اس کو نہ مانے گا تو اس میں ایک سفید نورانی دھبہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اسی طرح کالے اور نورانی دھبے ہوتے ہوتے دو طرح کے دل ہو جائیں گے ایک تو خالص سفید دل چکنے پتھر کی طرح جس کو کوئی فتنہ نقصان نہ پہنچائے گا جب تک کہ آسمان و زمین قائم رہیں۔ دوسرے کالا سفیدی مائل اوندھے کوزے کی طرح جو نہ کسی اچھی بات کو اچھی سمجھے گا، نہ بری بات کو بری مگر وہ جو اس کے دل میں بیٹھ جائے۔ (مسلم)

دور حاضر میں نفسانی خواہشات اور شکوک وشبہات کے کس قدر فتنے پاؤں پسار رہے ہیں اور ہر جگہ پھیلتے جارہے ہیں ان میں میڈیا کے فتنے نے تو شکوک وشبہات پھیلانے کی ایک زبردست فیکٹری کی شکل اختیار کرلی ہے۔

اللہ کا تقویٰ :ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (الطلاق:٢) ترجمہ:''اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے۔'' یعنی فتنوں سے نکلنے کا راستہ ہموار کردیتا ہے۔ تقویٰ سے یہاں کیا مراد ہے؟ تقویٰ کی تعریف طلق بن حبیب نے کی ہے: اللہ تعالیٰ کے احکام کی روشنی میں اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کی جانب سے اجر وثواب کے امیدوار رہو۔ اللہ کے احکام کی روشنی میں اللہ کی نافرمانی کے کاموں کو چھوڑ دو اور اللہ کے عذاب اور اس کی سزا سے ڈرو۔ جب تم اطاعت وفرماں برداری کروگے تو رسم ورواج کی شکل میں نہیں بلکہ اس کے احکام کی روشنی اور پورے علم ومعرفت کے ساتھ کروگے اپنے دین کو پہچانوگے۔ اللہ نے کس کام سے منع کیا ہے اور کس کام کا حکم دیا ہے، اس کا تمہیں علم ہوگا۔ تم یہ بھی جانوگے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کام کے کرنے کا حکم دیا ہے اور کس سے منع کیا ہے۔

اہل علم کی طرف رجوع کرنا : پیش آمدہ مسائل میں علماء کرام کی طرف رجوع کرنا بھی فتنوں سے اپنے آپ کو بچانے کا ایک ذریعہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (النساء:٨٣) ترجمہ: اگر یہ لوگ اسے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اور اپنے میں سے ایسی باتوں کی تہہ تک پہنچنے والوں کے حوالے کردیتے، تو اس کی حقیقت وہ لوگ معلوم کرلیتے جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔

(عربی سے ترجمہ)

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی

نصابی کتابیں

چمن اسلام قاعدہ	26/-
چمن اسلام اول	20/-
چمن اسلام دوم	30/-
چمن اسلام سوم	28/-
چمن اسلام چہارم	28/-
چمن اسلام پنجم	35/-
چمن اسلام مکمل سیٹ	167/-

رفع الیدین فی الدعاء کے مواقع

محمد شمس الحق عبدالحق سلفی
نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ

اللہ کے قریب کرنے والے اعمال میں سے دعا بھی ہے۔ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے "وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِیٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ" آپ کے پروردگار نے فرمایا! مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا، جو لوگ میری عبادت سے ناک منہ چڑھاتے ہیں عنقریب ذلیل وخوار ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے (سورہ مومن:٦٠)

اس آیت کریمہ میں ضمنی طور پر دعا بطور عبادت اور دعا بطور حاجت کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

دعا بطور عبادت یہ ہے کہ انسان اللہ کے تمام احکامات خواہ فرائض ہوں یا واجبات، سنن ہوں یا مستحبات تمام کو ادا کرتے ہوئے اللہ کا تقرب حاصل کرے۔ انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالی کی عبادت ہے۔

اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ" میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا، (سورہ ذاریات ٥٦)

اللہ رب ذوالجلال سے دعا مانگنا بھی عبادت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "الدعا هو العبادة" دعا ہی عبادت ہے۔ (ابوداود 1479 حکم الحدیث صحیح، ابن ماجہ 3828، مسند احمد 18352،)

نیز اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ "جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں۔ ہر پکارنے والے کی پکار کو جب بھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں (سورہ بقرہ 186)

دعاء کے آداب بیان کرتے ہوئے رب العالمین نے ارشاد فرمایا ''ادعوا ربكم تضرعاً وخفية انه لايحب المعتدين''

تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو گڑگڑا کر بھی اور چپکے چپکے بھی، واقعی اللہ تعالی ان لوگوں کو نہ پسند کرتا ہے جو حد سے نکل جائیں۔ (سورہ الاعراف:٥)

بعض لوگ اس آیت کریمہ کی روشنی میں یہ کہتے ہیں۔ اللہ رب العالمین نے اس آیت کریمہ میں بآواز بلند اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ دونوں صورتوں میں دعا مانگنے والا پوشیدہ نہیں رہتا بلکہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ دعا مانگ رہا ہے۔ جبکہ اللہ تعالی چاہتا ہے کہ میرا بندہ مجھ سے مانگے تو چپکے مانگے۔ یہ ایک کلی اور عمومی قاعدہ ہے کہ ہر دعا سراً اور ہاتھ اٹھائے بغیر کی جائے۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ عموماً اکثر کلی قاعدوں سے کچھ نہ کچھ مستثنیٰ ہوتا ہے۔ تو اس عمومی قاعدے سے بھی کچھ مواقع مستثنیٰ ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ کسی بھی عمومی قاعدے سے اگر کسی جزء کو مستثنیٰ قرار دیا جائے تو اس کے لئے دلیل درکار ہوتی ہے۔

تمام دعائیں ہاتھ اٹھائے بغیر اور اونچی آواز نکالے بغیر مانگی جائیں ہاں ان میں سے بعض مواقع مستثنیٰ ہیں اور ان کی دلیلیں بھی موجود ہیں، مثلاً قنوت نازلہ، صلوٰۃ استسقاء وغیرہ۔

شیخ محمد صالح المنجد ایک سوال کے جواب میں فرمائے ہیں یہ بات ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ دعا ایک عبادت ہے اور ہم تمام عبادت دلیل کے ساتھ ہی کرتے ہیں، چنانچہ احادیث کی روشنی میں اصولی بات یہ ہے کہ دعا کے ساتھ ہاتھ اٹھائے جاسکتے ہیں، الا کہ اگر دعا کسی اور عبادت کے ضمن میں ہو تو اس وقت دعا کے الفاظ کہتے ہوئے ہاتھ اٹھانا اصل عبادت میں اضافہ تصور ہوگا۔ مثال کے طور پر نماز، طواف سعی وغیرہ ہیں۔

نماز میں دعائے استفتاح، رکوع وسجود وغیرہ کی دعا، رکوع سے اٹھنے کے بعد کی دعا، دوسجدوں کے درمیان کی دعا ہے، لیکن ان جگہوں میں اگر کوئی شخص ہاتھ اٹھا کر دعا کرے تو اسے بدعت تصور کیا جائیگا۔ تاہم جن دعاؤں کے بارے میں ہاتھ اٹھانے کی دلیل مل جائے تو بلا شک وشبہ وہاں پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا سنت کے مطابق جائز ہوگا۔ (شیخ محمد صالح المنجد سوال نمبر 11543)

پنج وقتہ فرض نمازوں کے بعد امام اور مقتدی ملکر اجتماعی دعا نبی ﷺ کی سنت کے خلاف ہے

علامہ ابن باز ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں ''میری معلومات کی حد تک فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا مانگنے کا ثبوت نہ تو نبی ﷺ سے ہے، اور نہ صحابہ کرام سے۔ فرض نماز کے بعد جو لوگ ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا مانگتے ہیں، ان کا یہ فعل بدعت ہے الخ (الدعوة ٢٣، محرم ١٤١٠ھ)

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ نماز کے بعد اجتماعی دعا کے بارے ایک استفتاء کے جواب ان لفظوں میں دیئے ہیں،''نماز کے بعد کی اجتماعی دعا ایسی بدعت ہے کہ اس کا ثبوت نہ تو نبی ﷺ سے ہے اور نہ صحابہ کرام سے۔ مصلیان کے لئے مشروع یہ ہے کہ وہ اللہ کا ذکر کریں، اور ہر آدمی انفرادی طور پر ذکر کرے، اور ذکر وہ ہو جو نبی ﷺ سے وارد ہے۔ (فتاویٰ عثیمین: ۱۲۰)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں "اما دعا الامام والمامومین جمیعا عقیب الصلوۃ بدعۃ" یعنی امام اور مقتدی کا اجتماعی طور پر فرض نماز کے بعد دعا مانگنا بدعت ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ ۲۲/۵۱۹)

البتہ مختلف حالات میں مختلف مقامات پر کبھی اجتماعی اور کبھی انفرادی صورت میں دعاؤں کے لئے ہاتھ اٹھانا نبی ﷺ سے ثابت ہے، یہی وجہ ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں،"واما رفع النبی ﷺ یدیہ فی الدعا فقد جاء فیہ احادیث کثیرۃ صحیحۃ" نبی ﷺ کا ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اس بارے میں بہت سی صحیح حدیثیں آئی ہیں۔ (مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۲/۵۱۹)

لیکن فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کے جواز اور عدم جواز کے قائلین کے تشدد وتساہل کی وجہ سے دعا جو عبادت ہے اس کی اصلی روح نکل گئی، فرض نمازوں کے بعد رفع الید کے ساتھ دعا کے قائلین نے اس طرح اس مسئلہ میں غلو اور افراط سے کام لئے کہ فرض کے درجہ میں پہنچا دیئے اور یہ بالکل کتاب وسنت کے خلاف ہے۔ اور عدم جواز کے قائلین اس طرح تشدد کئے کہ محسوس یہ ہوتا ہے کہ بالکل دعا میں ہاتھ اٹھانا جرم ہے۔ یہ نظریہ بھی راہ اعتدال سے دور ہے۔ ان دونوں نظریہ کے برخلاف اگر کوئی متبع کتاب وسنت اعتدال کا راستہ اپناتے ہوئے مطلق دعا کے باب میں نبی ﷺ کی سنت کو اپنائے تو بہت سارے ایسے مقامات ہیں جہاں نبی ﷺ رفع الیدین کے ساتھ دعا کی ہے۔

اگلے سطور میں خاکسار اپنے علم کے حد تک ان مقامات کی نشاندہی کریگا جن مقامات میں آپ ﷺ نے رفع الیدین کے ساتھ دعا کی ہے۔

دعا میں نبی ﷺ کے ہاتھ اٹھانے کا ثبوت

(۱) فرمائشی دعا میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا نبی ﷺ کی سنت ہے۔

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس ایک جنگ کی پوری خبر سنانے کے بعد اپنے چچا ابو عامر کی وصیت کو بیان کرتے ہیں "وقلت لہ قال قل لہ یستغفرلی فدعا رسول اللہ ﷺ بماءٍ فتوضاء منہ ثم رفع یدیہ ثم قال اللھم اغفر لعبید أبی عامر حتی رأیت بیاض ابطیہ ثم قال اللھم اجعلہ یوم القیامۃ فوق کثیر من خلقك او من الناس فقلت ولی یا رسول اللہ فاستغفر فقال النبی ﷺ اللھم اغفرلعبد اللہ بن قیس ذنبہ وادخلہ یوم القیامہ مدخلا کریما" اور میں نے کہا ابو عامر نے آپ سے یہ درخواست کی تھی کہ میرے لئے دعا کیجئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوائے اور وضو فرمایا پھر دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا! یا اللہ بخش دے عبید ابو عامر کو (عبید بن سلیم ان کا نام تھا) یہاں تک کہ میں نے آپ کے دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی، پھر فرمایا اے اللہ ابو عامر کو قیامت کے دن بہت لوگوں کا سردار کردے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور میرے لئے دعا فرمائیے بخشش کی، آپ نے فرمایا یا اللہ بخش دے عبداللہ بن قیس کے گناہ کو اور قیامت کے دن اس کو عزت کے مکان میں لے جا۔ صحیح مسلم: ۲۴۸۹، صحیح بخاری: ۴۳۲۳، مسند احمد: ۱۹۵۶۷)

صاحب فتح الباری اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں "یستفاد منہ استحباب التطھیر لارادۃ الدعاء ورفع الیدین فی الدعاء خلافا لمن خص ذلك بالاستسقاء" دعا کے لئے وضو کرنا اور دعا میں رفع الیدین کرنا مستحب ہے، یہ حدیث اس نظریہ کے خلاف ہے جو رفع الیدین کو استسقاء کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔ (فتح الباری بشرح صحیح البخاری: ۴۳۲۳) امام نووی نے کہا: فیہ استحباب الدعا واستحباب رفع الیدین فیہ وان الحدیث الذی رواہ انس انہ لم یرفع یدیہ الا فی ثلاثۃ مواطن محمولۃ أنہ لم یرہ، والا فقد ثبت الرفع فی مواطن کثیرۃ فوق ثلاثین۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ۲۴۸۹)

دعائے حاجت میں ہاتھ اٹھانا

کوئی حاجت مند اپنی قضاء حاجت کے لئے بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرے تو کر سکتا ہے۔

عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ أیھا الناس ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا، وان اللہ امر المؤمنین بما امر بہ المرسلین فقال یا أیھا الرسول کلو ا من الطیبات واعملوا صالحا انی بما تعملون علیم وقال: یا أیھا الذین اٰمنوا کلو من طیبات ما رزقناکم، ثم ذکر الرجل یطیل السفر أشعث أغبر یمدیدیہ الی السماء: یا رب یا رب ومطعمہ حرام، ومشربہ حرام وملبسہ حرام، وغذی بالحرام فانی یستجاب لذلك" سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے، اور قبول نہیں کرتا مگر پاک مال کو (یعنی حلال مال کو) اور اللہ پاک نے مومنوں کو وہی حکم کیا جو مرسلین کو حکم کیا اور فرمایا اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزیں اور اعمال صالحہ کرو میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں اور فرمایا اے ایمان والوں کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے دیں پھر ذکر کیا ایسے آدمی کا جو کہ

لمبے لمبے سفر کرتا ہے اور گرد وغبار میں بھرا ہے۔ اور پھر ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور کہتا ہے اے رب، اے رب حالانکہ کھانا اس کا حرام اور پینا اس کا حرام اور لباس اس کا حرام ہے اور غذا اس کی حرام ہے پھر اس کی دعا کیونکر قبول ہو۔ (صحیح مسلم :۱۰۱۵، جامع ترمذی:۲۹۸۹، مسند احمد:۸۳۴۸)

کوہ صفا پر بیت اللہ کی طرف نگاہ کر کے رفع الیدین کے ساتھ دعا مانگنا

عن ابی هريره قال اقبل رسول الله ﷺ فدخل مكة ، فاقبل رسول الله ﷺ الى الحجر فاستلمه ثم طاف بالبيت ثم أتى الصفا فعلاه حيث ينظر الى البيت فرفع يديه فجعل يذكر الله ماشاء ان يذكره ويدعوه قال: والانصار تحته قال هاشم فدعا وحمد الله ودعا بما شاء ان يدعو۔ (ابو داود باب فى رفع اليدين اذا راى البيت :۱۸۷۲ حكم الحديث صحيح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے ، رسول اللہ ﷺ حجر اسود کا بوسہ لیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا، پھر کوہ صفا پر آئے پھر اس اونچائی پر چڑھ گئے جہاں سے بیت اللہ نظر آنے لگی پھر آپ نے رفع الیدین کیا اور اللہ رب العالمین کا ذکر کرتے اور دعا کرتے رہے جتنی دیر آپ کا ارادہ ہوا۔

کبھی نبی ﷺ اپنی امت کے لئے دعا کرتے تو ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے

عن عبدالله بن عمر وبن العاص ان النبى ﷺ تلا قول الله تعالىٰ فى ابراهيم عليه وسلم.. رب انهن اضللن كثيرا من الناس فمن تبعنى فانه منى الآية، وقال عيسى عليه السلام إن تعذبهم فانهم عبادك وإن تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم"فرفع يديه وقال اللهم امتى امتى وبكى " فقال الله يا جبريل اذهب الى محمد وربك اعلم فأسأله ما يبكيك فاتاه جبريل عليه السلام فسأله فأخبره رسول الله ﷺ بما قال وهو اعلم فقال الله تعالىٰ يا جبريل اذهب الى محمد فقل انا سنرضيك فى امتك ولا نسؤك۔ (صحيح مسلم كتاب الايمان باب دعاء النبى ﷺ لامته وبكاؤه وشفقة عليهم رقم : ۲۰۲)

نبی ﷺ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے سلسلے میں مذکورہ آیات تلاوت فرمائی "رب انهن أضللن" (اے میرے پروردگار! ان سب نے بہت سے انسانوں کو راہ حق سے بھٹکا دیا ہے، تو جوان میں سے میری پیروی کریگا وہ مجھ سے ہوگا) اسی طرح سیدنا عیسی علیہ السلام کا یہ قول جو قرآن شریف میں مذکور ہے پڑھا۔ إن تعذبهم فإنهم عبادك الخ" (اے اللہ اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو بخش دے تو تیری مہربانی ہے بیشک تو غالب اور حکمت والا ہے) یہ دونوں آیتیں پڑھیں اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے اور امتی امتی کہہ کر رونے لگے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو آپ کے پاس رونے کا سبب دریافت کرنے کے لئے بھیجا (حالانکہ اللہ رب العالمین کو تمام باتوں کا بخوبی علم ہے) رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو بتایا اور پھر واپس جا کر جبریل علیہ السلام نے ساری بات اللہ سے کہی، پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور کہا جاؤ محمد ﷺ سے کہدو کہ ہم آپ کو امت کے سلسلے میں خوش کر دینگے۔ غمزدہ نہ ہونے دینگے۔

امر مہم میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

کوئی آدمی جب شریعت کے مزاج کے خلاف کام کر لیتا ہے تو ایسے وقت میں اس کو شریعت کی باتیں سمجھانے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کر سکتا ہے۔

عن أبى حميد الساعدى رضى الله عنه قال استعمل النبى ﷺ رجلا من الاسد يقال بن اللتبية على الصدقة فلما قدم قال هذا لكم وهذا اهدى على، قال فهلا جلس فى بيت ابيه او بيت أمه فينظر يهدى له ام لا والذى نفسى بيده لا ياخذ احد منه شيئا الا جاء به يوم القيامة يحمله على رقبته ، وان كان بعيرا له رغاءٌ ، او بقرة لها خوار، او شاة تعير، ثم رفع بيده حتى راينا عفرة ابطيه، "اللهم هل بلغت اللهم هل بلغت ثلاثا.

(صحیح البخاری کتاب الہبۃ وفضلہا باب من لم یقبل الہدیۃ لعلۃ۔ رقم 2597، صحیح مسلم 1832، سنن ابی داود 2946)

ابوحمید ساعدی سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اسد کے قبیلہ میں سے ایک شخص کو جس کو ابن لتبیہ کہتے تھے صدقہ وصول کرنے پر مقرر کیا، جب وہ لوٹ کر آیا تو کہنے لگا یہ آپ کا مال ہے اور یہ مجھے تحفہ کے طور پر ملا آپ ﷺ نے فرمایا! بھلا وہ اپنے باپ یا ماں کے گھر میں کیوں نہ بیٹھا رہا، پھر دیکھتے کہ اس کو ہدیہ ملتا یا نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں کوئی ان میں سے کوئی چیز نہیں لیگا مگر وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر لاد کر اس کو لائے گا۔ اونٹ ہوگا تو وہ بڑبڑا تا ہوگا۔ گائے ہوگی تو اس کی آواز ہوگی، بکری ہوگی تو وہ میمیں میمیں کرتی ہوگی، پھر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ہمکو نظر آئی، اور آپ نے فرمایا یا اللہ میں نے تیرا حکم پہنچا دیا۔ تین مرتبہ)

مرتکب کبیرہ کی مغفرت کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

عن جابر رضى الله عنه ان الطفيل بن عمر و قال للنبى ﷺ هل لك فى حصن ومنعة حصن دوس فابى رسول الله ﷺ

"لما ذخر الله للانصار، هاجر الطفيل وهاجر معه رجل من قومه فمرض فجاء الى قرن فاخذ مشقصا فقطع ورجه فمات (وفی رواية مسلم فقطع بها براجمه) فمات فرأه الطفيل فی المنام فقال مافعل الله بك قال غفر لی بهجرتی الى النبی ﷺ، قال ما بشأن يدك ؟ قال: قيل اذا لن نصلح منك ما افسدت من نفسك، فقصها الطفيل على النبی ﷺ وقال وليده فقال ، اللهم وليريه فاغفر فرفع يديه۔ جزء القرأة للبخاری: ٧٥، صحيح مسلم رقم الحديث: ١١٦ بغير رفع يديه ، الادب المفرد ٢/ ٧٠)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ طفیل بن عمرو نے کہا! یارسول اللہ ﷺ آیئے قبیل دوس کے قلعہ کی ضرورت ہے؟ تو آپ نے فرمایا نہیں پھر انصار کا ذکر کیا اور کہا یہ اللہ انصار کے لئے جمع کر کے رکھا ہے، اس کے بعد سیدنا طفیل نے بھی ہجرت کی اور اس کے ساتھ اس کی قوم کا ایک آدمی نے بھی ہجرت کی۔ وہ آدمی بیمار ہوگیا تو اس نے تیر کے پھل سے اپنے بازو کی رگ کاٹ لی اور مرگیا۔ پس سیدنا طفیل نے اپنے ساتھی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا میری ہجرت کی وجہ سے مجھے معاف کردیا۔ پھر اس کے بازو کو دیکھا تو وہ خراب تھا جب پوچھا تو اس نے کہا اللہ نے فرمایا تھا کہ بازو تم نے خود خراب کیا تھا اسلئے اسے ہم ٹھیک نہیں کرینگے۔ تو رسول اللہ ﷺ ہاتھ اٹھا کر دعا کی ''اے اللہ اس کے ہاتھ کو معاف کردے''، لیکن صحیح مسلم کی روایت میں رفع یدیہ کا ذکر نہیں ہے۔

نبی ﷺ جب رات میں جنت البقیع کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے رفع الیدین کر کے دعا کی

قالت عائشة الا احدثكم عنی وعن رسول الله ﷺ قلنا بلى قال قالت لما كانت ليلتی التی كان النبی ﷺ فيها عندی انقلب فوضع رداء ه وخلع نعليه فوضعهما عند رجيله بسط طرف ازاره على فراشه فاضطجع فلم يلبث الا ريث ما ظن ان قد رقدت فاخذ رداء ه رويداً وانتعل رويدا وفتح الباب رويدا فخرج ثم اجافه رويدا فجعلت درعی فی راسی واختمرت وتقنعت ازاری ثم انطلقت على اثره حتى جاء البقيع فقام فاطال القيام ثم رفع يديه ثلاث مرات ثم انحرف انحرفت فاسرع فاسرعت الخ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کیا میں تم کو اپنے اور نبی ﷺ کے متعلق ایک واقعہ بتاؤں؟ ایک رات آپ کے رہنے کی باری میرے یہاں تھی، آپ میرے ساتھ سوئے تھے، رات کے وقت آپ آہستگی سے اٹھے، دھیرے سے چادر اوڑھی، دروازہ بڑی آسانی سے کھولا، باہر نکلے اور دروازہ بڑی آہستگی سے بھیڑ ادیا۔ میں بھی اٹھی، اپنا لباس پہنا، اوڑھنی اوڑھی اور ایک ازار سے چہرے چھپالیا اور آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑی، آپ چل کر جنت البقیع میں آئے اور بڑی دیر تک کھڑے رہے، اس دوران آپ نے اپنے دونوں ہاتھ تین مرتبہ اٹھائے پھر آپ ﷺ گھر کی طرف واپس ہونے لگے تو میں بھی گھر کی طرف پلٹی اور بڑی تیزی کے ساتھ دوڑ کر گھر پہونچی۔

(صحیح مسلم کتاب الجنائز باب مایقال عند دخول القبور والدعالأہلہا رقم الحدیث: 974

کسی کے جرم سے اپنی براءت کے اظہار کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کر سکتے ہیں

عن سالم عن ابيه قال بعث النبی ﷺ خالد ابن الوليد الى بنی جذيمة فدعاهم الى الاسلام فلم يحسنوا ان يقولوا "اسلمنا"فجعلوا يقولون صبانا صبانا فجعل خالد يقتل منهم وياسر ودفع الى كل رجل منا اسيره ، حتى اذا كان يوم امر خالد ان يقتل كل رجل منا اسيره فقلت والله لا اقتل اسيری، ولا يقتل رجل من اصحابی اسيره، حتى قدمنا على النبی ﷺ فذكر ناه فرفع النبی ﷺ يده ، فقال اللهم انی ابراء اليك مما صنع خالد مرتين الخ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں اسلام کی دعوت دی لیکن انہیں ''اسلمنا'' (ہم نے اسلام قبول کیا) کہنا نہیں آتا تھا، اس کے بجائے وہ صبانا صبانا'' (ہم بے دین ہوگئے، یعنی اپنے آبائی دین سے ہٹ گئے) کہنے لگے۔

خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کرنا اور قید کرنا شروع کردیا پھر ہم میں سے ہر شخص کو اس کا قیدی اس کی حفاظت کے لئے دے دیا پھر جب ایک دن خالد رضی اللہ عنہ نے ہم سب کو حکم دیا کہ ہم اپنے قیدیوں کو قتل کردیں۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی اپنے قیدی کو قتل کریگا، آخر جب ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ سے صورت حال بیان کیا تو آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اے اللہ میں اس فعل سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں جو خالد نے کیا۔ دومرتبہ آپ نے یہی فرمایا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث النبی ﷺ خالد الی بنی جزیمہ رقم الحدیث: 4339، نسائی 5405)

جمرۂ اولی اور وسطی کو کنکری مارنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

ان عبد الله بن عمر رضی الله عنهما كان يرمی الجمرة الدنيا بسبع حصيات ، ثم يكبر على اثركل حصاة ، ثم يتقدم فيسهل ، فيقوم مستقبل القبلة قياما طويلا فيدعو ويرفع يديه ثم يرمی

الجمرة الوسطى كذلك ، فياخذ ذات الشمال قياما طويلا فيدعو ويرفع يديه ، ثم يرى الجمرة ذات العقبة من بطن الوادی ولا يقف عندها ويقول هكذا رايت رسول الله ﷺ يفعله۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جمرہ دنیا پر سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری مارنے پر اللہ اکبر کہتے، فراغت کے بعد نیچے کی طرف آئے، استقبال قبلہ کیا، اور دیر تک ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے رہے۔ پھر جمرہ وسطی کی رمی کی اور بائیں طرف سے ہو کر نیچے آئے وہاں بھی استقبال قبلہ کر کے کھڑے ہوئے اور کھڑے کھڑے ہاتھ اٹھا کر دیر تک دعا کرتے رہے،۔ پھر جمرۂ عقبہ کے پاس آکر وادی سے رمی کی، وہاں ٹھہرے نہیں اس طرح تینوں جمرات کی رمی سے فراغت کے بعد فرمایا: اسی طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمی جمار کرتے دیکھا تھا۔ (صحیح البخاری کتاب الحج، باب رفع الیدین عند جمرہ الدنیا والوسطی رقم الحدیث 1752، موطا امام مالک: 1211، ابن ماجہ:3032)

استسقاء میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا:

نبی ﷺ استسقاء کے موقع پر رفع الیدین کے ساتھ دعا فرمائی، صحیح بخاری و مسلم میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت مروی ہے۔

عن انس بن مالك ان رجلا دخل المسجد يوم الجمعة من باب كان نحو دار القضاء ورسول الله ﷺ قائم يخطب فاستقبل رسول الله ﷺ قائما ثم قال يا رسول الله ﷺ هلكت الاموال وانقطعت السبل فادع الله يغثنا قال فرفع رسول الله ﷺ يديه ثم قال اللهم اغثنا اللهم اغثنا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی جمعہ کے دن نبی ﷺ کے خطبہ کے دوران دار القضاء والے دروازہ سے مسجد کے اندر آیا اور نبی ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ سارے مال مویشی ہلاک ہو گئے، راستے منقطع ہو گئے (کوئی راہ گیر چلتا دکھائی نہیں دیتا) اللہ تعالی سے دعا کیجئے ہمیں باران رحمت سے نوازے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات سنکر اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور فرمایا! اے اللہ باران رحمت نازل فرما اے اللہ باران رحمت نازل فرما۔

(صحیح البخاری کتاب الجمعۃ باب الاستسقاء فی الخطبۃ رقم: 933، صحیح مسلم کتاب الاستسقاء رقم 897) استسقاء کے بارے رفع الیدین کے ساتھ دعاء کرنے کے ثبوت مندرجہ ذیل روایتوں میں بھی ہیں صحیح بخاری: 108، 1081، صحیح مسلم: 895، 896)

بارش تھمنے کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

نبی ﷺ جس طرح استسقاء کے لئے رفع الیدین کے ساتھ دعا کی اسی طرح پانی بند کرنے کے لئے بھی ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہی میں مذکور ہے، ''پھر اگلے جمعہ کو نبی ﷺ کے خطبہ ہی کی حالت میں اسی دروازہ سے ایک شخص مسجد کے اندر داخل ہوا اور کھڑے ہو کر آپ کو مخاطب کر کے کہا اے اللہ کے رسول! سارے مال تباہ ہو گئے، راستے بند ہو گئے۔ اللہ تعالی سے دعا کیجئے کہ بارش روک دے۔ اس آدمی کی بات سنکر نبی ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔ اے اللہ اب ہمارے اوپر بارش نہ برسا، ہمارے اردگرد جہاں ضرورت ہو وہاں پانی برسا، اے اللہ ٹیلوں پر، پہاڑوں پر، وادیوں میں، جنگل و بیاباں میں پانی برسا۔ سیدنا انس کہتے ہیں کہ آپ کے دعا کرتے ہی بارش رک گئی۔ جب ہم مسجد سے نکلے تو دھوپ نکل چکی تھی۔ امام شریک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا! دونوں جمعہ کے خطبہ کے دوران آنے والا آدمی ایک شخص تھا یا دو تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ (صحیح بخاری 933، صحیح مسلم 897)

چاند سورج گرہن کے موقع پر بھی نبی ﷺ کی دعا میں رفع الیدین ثابت ہے

عن عبدالرحمن بن سمره قال بينا انا ارمى باسهمى فى حياة رسول الله ﷺ اذا انكسفت الشمس فنبذتهن وقلت لانظرن مايحدث لرسول الله ﷺ فى انكساف الشمس اليوم فانتهيت اليه وهو رافع يديه ويكبر ويحمد ويهلل حتى جلى عن الشمس فقراء سورتين وركع ركعتين۔

سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی ﷺ کے دور حیات میں ایک دن میں تیر اندازی کی مشق کر رہا تھا کہ سورج گرہن لگ گیا میں نے تیر پھینک دیئے اس خیال سے آپ کی طرف چل پڑا کہ دیکھوں آج سورج گرہن کے مخصوص موقعہ پر آپ کیا عمل فرماتے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں آپ کے پاس پہونچا تو دیکھا کہ آپ نے دونوں ہاتھ دراز کئے ہوئے دعا فرما رہے ہیں، تکبیر و تحمید کرتے اور لا الہ الا اللہ کا ورد کرتے ہیں، یہی عمل آپ کا جاری رہا یہاں تک کہ سورج کی روشنی صاف ہوگئی، پھر آپ کے دو قیام میں دو سورتیں پڑھیں اور کل دو رکعت نماز ادا فرمائی (صحیح مسلم کتاب الکسوف رقم 913 سنن ابی داؤد 1195، مسند احمد 20617)

کسی فرد یا قبیلہ کی ہدایت کیلئے اللہ رب العالمین سے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

عن ابى هريرة رضى الله عنه قال استقبل رسول الله ﷺ القبلة وتهيأ ورفع يديه وقال اللهم اهد دو ساوأت بهم۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ قبلہ رو ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کی

اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور انہیں میرے پاس لے آ۔

(یہ حدیث صحیح ہے اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد: ۶۱۱ میں علی بن عبداللہ المدینی سے بیان کیا ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے مسند حمیدی ۱۰۵۶، زبیر علی زئی جزء رفع الیدین ۹۳، یہ روایت صحیح بخاری ۶۳۹۷ میں مختصر موجود ہے۔)

احجار زیت کے پاس ہاتھ اٹھاکر دعا کرنا

محمد بن ابراہیم ایک صحابی رسول سے بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ احجار زیت کے پاس ہاتھ اٹھا کر دعا کررہے تھے۔(صحیح ابو داؤد ۱۱۷۲ قال صاحب العون والحدیث سکت عنہ المنذری، مسند احمد ۱۶۴۱۳)

جنگ کے موقع پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

میدان کارزار میں لڑائی شروع ہونے سے پہلے رفع الیدین کے ساتھ دعا کرنا نبی ﷺ کی سنت ہے۔

قال ابن عباس حدثني عمر بن الخطاب "قال لما كان يوم بدر نظر رسول الله ﷺ الى المشركين وهم ألف، واصحابه ثلاث مائة وتسعة عشر رجلا ، فاستقبل النبي ﷺ القبلة ، ثم مديد به ، فجعل بهتف بر به، اللهم انجز لى ماوعدتي اللهم آت ماوعدتني ، اللهم ان تهلك هذه العصابة من اهل الاسلام لا تعبد فى الارض فمازال يهتف بر به ماداً يديه مستقبل القبلة حتى سقط رداء ه عن منكبيه،فاتاه ابو بكر فاخذ رداء ه ، فالقاه على منكبيه ثم التزمه من ورائه۔ (صحیح مسلم ۱۷۶۳، مسند احمد ۲۰۸، ترمذی ۳۰۸۱)

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جس دن بدر کی لڑائی ہوئی تو نبی ﷺ نے مشرکین کو دیکھا وہ ایک ہزار تھے اور آپ کے اصحاب تین سو انیس تھے۔ نبی ﷺ قبلہ کی طرف منہ کیا پھر دونوں ہاتھ اٹھائے اور پکار کر دعا کرنے لگے اپنے پروردگار سے یا اللہ! پورا کر جو تو نے وعدہ کیا مجھ سے، اے اللہ دے تو مجھ کو جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا، اے اللہ اگر تو مسلمانوں کی اس جماعت کو ہلاک کردیگا تو پھر زمین میں تیری عبادت نہ کی جائیگی۔ پھر آپ ہاتھ پھیلائے ہوئے بآواز برابر دعا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کی چادر مبارک مونڈھوں سے اترگئی، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور آپ کی چادر مونڈھوں پر ڈال دی، پھر پیچھے سے لپٹ گئے۔(الحدیث)

☆☆☆

تاریخ ردقادیانیت اور خدمات اہل حدیث کے سلسلہ میں معلومات کا خزانہ

ڈاکٹر بہاء الدین حفظہ اللہ کے قلم سے

تحریک ختم نبوت (1 تا 25 جلدیں)

تاریخ اہل حدیث (1 تا 8 جلدیں)

مکتبہ ترجمان کی مطبوعات پر 50% کی رعایت، مدارس، جامعات، مکتبات اور تاجران کتب درج ذیل پتہ سے طلب کریں۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ ترجمان

اہل حدیث منزل، 4116، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔110006

فون: 011-23273407، فیکس: 011-23246613

عبدالولی عبدالقوی،سعودی عرب

گرہن کی نماز کے احکام ومسائل
کتاب وسنت کی روشنی میں

الحمد لله الذی خلق العباد لعبادته وأمرهم بتوحيده وطاعته وأشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له فی ربوبيته والهيته وأشهد أن محمدا عبده ورسوله وعلى آله وأصحابه ومن اتبع سبيله ودعا بدعوته وسلم تسليما كثيرا وبعد:

(۱) **گرہن کی نماز کا حکم**: گرہن کی نماز سنت مؤکدہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے خود بھی پڑھی ہے اور لوگوں کو اس کے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ان الشمس والقمر لا ينكسفان لموت أحد من الناس ولكنهما آيتان من آيات الله فاذا رأيتموها فقوموا فصلوا سورج وچاند کسی کے مرنے سے نہیں گہناتے، یہ تو قدرت الٰہی کی دو نشانیاں ہیں، جب انھیں گہناتے ہوئے دیکھو، تو نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہو۔(بخاری/الکسوف:۱۰۴۱)

(۲) **گرہن کی نماز کا وقت**: گرہن کی نماز کا وقت سورج یا چاند گرہن کے آغاز سے لے کر گرہن کے ختم ہونے تک ہے۔

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس تھے کہ سورج کو گہن لگ گیا، رسول اللہ ﷺ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہوئے، آپ کے پیچھے ہم بھی مسجد میں داخل ہوئے، آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی یہاں تک کہ سورج صاف ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا:

ان الشمس والقمر لا ينكسفان لموت أحد فاذا رأيتموها فصلوا وادعوا حتى ينكشف مابكم سورج وچاند کسی کے مرنے کی وجہ سے نہیں گہناتے جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھو اور دعا کرو یہاں تک کہ گہن دور ہو جائے۔(بخاری:۱۰۴۰)

مذکورہ حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ گہن کی نماز کا وقت ابتدائے گہن سے لے کر اختتام گہن تک ہے۔

(۳) **گرہن کی نماز کے لئے لوگوں کو اکٹھا کرنا ہو تو ''الصلوة جامعة'' کہا جائے**۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا، تو یہ اعلان کیا گیا''ان الصلوة جامعة''نماز تیار ہے۔(بخاری ۱۰۴۵، مسلم:۹۱۰)

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ نے ایک شخص کو یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا: الصلوة جامعة (نماز تیار ہے)(ابوداؤد:۱۱۹۰، نسائی:۱۴۶۶(صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد:۳۲۶)

معلوم ہوا کہ گہن کی نماز کے لئے''الصلوة جامعة''کہہ کر لوگوں کو اکٹھا کرنا مسنون ہے اور اس کے لئے اذان واقامت مسنون نہیں ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے بغیر اذان واقامت کے پڑھی ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''اہل علم کا اتفاق ہے کہ گہن کی نماز کے لئے اذان واقامت نہیں کہی جائے گی، بلکہ''الصلوة جامعة''کہہ کر لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا۔''(شرح النووی علی صحیح مسلم ۶/۱۸۹)

(۴) **گرہن کی نماز میں قراءت**:

گرہن کی نماز میں قراءت بلند آواز سے کرنا مسنون ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چاند گرہن کی نماز میں باآواز بلند قراءت کی، جب قراءت سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی پھر رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہا، پھر دوبارہ قراءت شروع کی، غرض گرہن کی دو رکعتوں میں آپ ﷺ نے چار رکوع اور چار سجدے کئے۔(بخاری:۱۰۶۵، مسلم:۹۰۱/۵)

امام صنعانی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:''مذکورہ حدیث گرہن کی نماز میں جہری قراءت کی مشروعیت پر دلیل ہے۔''(سبیل السلام للصنعانی ۲/۱۰۳)

معلوم ہوا کہ امام گرہن کی نماز میں جہری قراءت کرے خواہ رات ہو یا دن کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے گرہن کی نماز میں جہری قرأت فرمائی۔

(۵) **گرہن کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کی جائے**:

گرہن کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنی مسنون ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا، آپ ﷺ مسجد کی طرف نکلے، لوگوں نے آپ کے پیچھے صف لگائی۔(بخاری:۱۰۴۶)

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں:''گرہن کی نماز باجماعت پڑھنی مسنون ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے باجماعت پڑھی ہے اور دیگر نوافل کی طرح بلا جماعت

تنہا پڑھنی بھی جائز ہے لیکن باجماعت افضل ہے۔" (الملخص الفقہی للفوزان ۲۸۴)

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "گرہن کی نماز گھر اور مسجد ہر جگہ درست ہے، لیکن مسجد میں افضل ہے۔" (دیکھئے: الشرح الممتع ۵/۲۴۰)

(۶) عورتوں کا گرہن کی نماز پڑھنا:

عورتوں کے لئے مسجد میں باجماعت مردوں کے پیچھے گرہن کی نماز پڑھنی جائز ہے جس طرح گھر میں تنہا پڑھنی جائز ہے۔

اسماء رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی تو سورج گرہن تھا، دیکھا لوگ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا بھی مصروف نماز ہیں، اسماء کہتی ہیں: میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا لوگوں کو کیا ہوا؟ (یہ کیسی نماز پڑھ رہے ہیں) تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور سبحان اللہ کہا، میں نے پوچھا: کسی (عذاب) کی نشانی ہے؟ انہوں نے اشارہ سے کہا: ہاں، اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں بھی نماز میں شامل ہوگئی (یہاں تک کہ کھڑے کھڑے) قریب تھا کہ مجھے غشی آجائے، میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی...(بخاری ۱۰۵۳، مسلم ۹۰۵)

امام ابن بطال رحمہ اللہ مذکورہ حدیث سے مستنبط فوائد کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: "باجماعت گرہن کی نماز پڑھنے کے لئے عورتوں کا مسجد میں آنا درست ہے۔" (شرح البخاری لابن بطال ۵/۴۲)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ عورتوں کے لئے گرہن کی نماز مستحب ہے اور مردوں کے پیچھے اس کا ادا کرنا درست ہے۔" (شرح النووی علی مسلم ۳/۲۲۳)

(۷) گرہن کی نماز لمبی پڑھنی مسنون ہے:

نمازیوں کے برداشت کی حد تک گرہن کی نماز لمبی پڑھنی مسنون ہے۔

جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک سخت گرمی کے دن میں سورج گرہن ہوا، آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو ساتھ لے کر نماز پڑھی، آپ ﷺ نے اتنا طویل قیام کیا کہ لوگ گرنے لگے، پھر آپ نے لمبا رکوع کیا، پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر لمبا رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر دو سجدے کئے، پھر سجدہ سے کھڑے ہوئے تو پہلی رکعت کے قیام کے لگ بھگ قیام کیا، اس طرح (دو رکعت میں) چار رکوع اور چار سجدے کئے۔ (مسلم ۹۰۴)

اسماء رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے زمانہ میں ایک دفعہ سورج گرہن ہوا، تو آپ ﷺ گھبرا گئے اور گھبراہٹ میں اہل خانہ میں سے کسی کی قمیص لے لی، بعد میں چادر آپ کو پہنچائی گئی، اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں بھی مسجد میں گئی اور عورتوں کی صف میں کھڑی ہوگئی، آپ ﷺ نے اتنا طویل قیام کیا کہ میری نیت بیٹھنے کی ہوگئی لیکن میں نے ادھر ادھر اپنے سے کمزور عورتوں کو کھڑے دیکھا تو میں بھی کھڑی رہی......(مسلم: ۹۰۶)

اور صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں بھی نماز میں شامل ہوگئی (یہاں تک کہ کھڑے کھڑے) قریب تھا کہ مجھے غشی آجائے، میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی......

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی آپ ﷺ نے سورہ بقرہ کی قراءت کے لگ بھگ لمبا قیام کیا، پھر لمبا رکوع کر کے سر اٹھایا اور کافی دیر تک کھڑے رہے جو پہلے سے نسبتا کم تھا پھر لمبا رکوع کیا جو پہلے سے کم تھا پھر سجدہ کیا اور کھڑے ہوئے اور دیر تک کھڑے رہے لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا پھر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا پھر طویل رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو سورج کھل چکا تھا......(بخاری: ۱۰۵۲، مسلم ۹۰۷)

مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوا کہ گرہن کی نماز میں قیام، رکوع اور سجدے لمبے کرنے مسنون ہیں۔

(۸) گرہن کی نماز کا طریقہ:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا، آپ ﷺ نے باجماعت دو رکعت نماز پڑھی، آپ ﷺ نے سورہ بقرہ تلاوت کرنے کی مقدار کے قریب لمبا قیام کیا، پھر لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھا کر لمبا قیام کیا، پھر پہلے رکوع سے کم لمبا رکوع کیا، پھر (قومہ کرکے) دو سجدے کئے پھر کھڑے ہو کر لمبا قیام کیا، پھر دو رکوع کئے، پھر دو سجدے کرکے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرا، اس وقت سورج صاف ہو چکا تھا، (پھر خطبہ دیا) اور فرمایا:

ان الشمس والقمر آيتان من آيات الله لا يخسفان لموت أحد ولا لحياته فاذا رايتم ذلك فاذكروا الله . سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے ان کو گرہن نہیں لگتا جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کو یاد کرو۔(بخاری ۱۰۵۲، مسلم ۹۰۷)

چنانچہ اگر گرہن کے ختم ہونے سے پہلے نماز ختم ہو جائے، تو دوبارہ نماز نہ پڑھی جائے، بلکہ ذکر الٰہی اور دعا میں مشغول رہا جائے، یہاں تک کہ گرہن ختم ہو جائے اور اگر دوران نماز ہی گرہن صاف ہو جائے تو نماز نہ توڑی جائے، بلکہ اسے ہلکی کر کے مکمل کر لی جائے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ (محمد: ۳۳) تم اپنے اعمال کو غارت نہ کرو۔"

(۹) گرہن کی نماز کے بعد خطبہ دینا مسنون ہے:

گرہن کی نماز کے بعد مسنون ہے کہ امام لوگوں کو وعظ ونصیحت کرے، انھیں غفلت وکاہلی سے ڈرائے اور بکثرت دعا واستغفار کرنے کا حکم دے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، آپ ﷺ نے لمبا قیام کیا، پھر لمبا رکوع کیا، پھر لمبا قیام کیا، لیکن وہ پہلے قیام سے کم تھا، پھر رکوع کیا، البتہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر لمبا سجدہ کیا، پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا، پھر نماز سے فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا، پھر آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: ان الشمس والقمر آيتان من آيات الله لا ينخسفان لموت أحد ولا لحياته فاذا رأيتم ذلك فاذكروا الله وكبروا وصلوا وتصدقوا سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں، یہ کسی کی موت یا حیات کے سبب نہیں گہناتے ہیں، جب تم انھیں گہناتے دیکھو، تو اللہ کا ذکر اور اس کی بڑائی کرو، نماز پڑھو اور صدقہ وخیرات کرو۔

پھر فرمایا: يا امة محمد! ما من أحد أغير من الله أن يزني عبده أو تزني أمته يا امة محمد! والله لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا اے امت محمد ﷺ اللہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں کہ اس کا بندہ یا اس کی لونڈی زنا کرے، اے امت محمد ﷺ جو مجھے معلوم ہے وہ تم جان لو، تو کم ہنسو اور بہت زیادہ روؤ۔ (بخاری: ۱۰۴۴، مسلم ۹۰۱)

(۱۰) گرھن کے وقت ایک مسلمان کا وظیفہ:

بندہ مسلم جب سورج یا چاند کو گرہن ہوتے دیکھے تو مستحب ہے کہ بکثرت اللہ کا ذکر، دعا واستغفار کرے، اللہ کی بڑائی کرے، بکثرت صدقہ وخیرات کرے اور جس قدر ہو سکے تقرب الٰہی کے کام انجام دے (جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں) نیز اس لئے بھی کہ گرہن کے ذریعہ اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، لہٰذا ایسے وقت میں اللہ کی فرماں برداری کی جانب سبقت کرنا چاہیے تاکہ اللہ اپنے بندوں سے اس پریشانی کو دور فرمادے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:.... فاذا رأيتموها فصلوا وادعوا الله..... جب تم گرہن دیکھو تو نماز پڑھو اور دعا کرو۔ (بخاری ۱۰۴۳، مسلم ۹۱۱)

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

.....فاذا رأيتم ذلك فاذكروا الله وكبروا وصلوا وتصدقوا...

جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو اور اس کی کبریائی بیان کرو، نماز پڑھو اور صدقہ وخیرات کرو۔ (بخاری ۱۰۴۴، مسلم ۹۰۱)

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

.....فاذا رايتم شيئا من ذلك فافزعوا الى ذكر الله ودعاءه واستغفاره... جب تم گرہن دیکھو، تو اللہ کے ذکر، دعا اور استغفار کی جانب لپکو۔ (بخاری ۱۰۵۹)

اسماء رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کے موقع پر غلاموں کے آزاد کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری ۱۰۵۴)

(۱۱) گرھن کے علاوہ دوسرے قدرتی حوادث مثلا زلزلہ، آندھی، طوفان وغیرہ کے لئے نماز پڑھنے کا حکم:

گرہن کے علاوہ کسی اور قدرتی نشانی کے لئے نماز پڑھنی درست نہیں ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بھی بہت سی قدرتی نشانیاں ظاہر ہوئیں، مثلا ضرر رساں بارش کا ہونا، سخت ہواؤں کا چلنا، کڑک وگرج جیسی قدرتی نشانیوں کا وقوع پذیر ہونا، لیکن رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام سے منقول نہیں ہے کہ انہوں نے ان مواقع پر کوئی نماز پڑھی ہو۔

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''گرہن کے علاوہ کسی بھی قدرتی نشانی مثلا زلزلہ وغیرہ کے لئے نماز پڑھنی درست نہیں ہے، کیوں کہ عبادات توقیفی ہیں، پس اسی عبادت کا انجام دینا درست ہے جس کے بارے میں کتاب وسنت سے دلیل وارد ہو۔'' (دیکھئے: فتاوی ابن باز ۱۳/ ۴۵)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: گرہن کے علاوہ کسی اور قدرتی نشانی مثلا زلزلہ وغیرہ کے لئے نماز باجماعت مسنون نہیں ہے، اس لئے کہ اس طرح کی قدرتی نشانیاں رسول اللہ کے زمانہ میں ظاہر ہوئیں، لیکن گرہن کے علاوہ کسی اور نشانی کے بارے میں منقول نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے باجماعت نماز پڑھی ہو۔ (المجموع للنووی ۵/ ۵۹)

بعض فقہاء کی رائے کے مطابق مسلسل آنے والے زلزلوں کے لئے بھی گرہن کی طرح نماز پڑھنی درست ہے۔

ان کا مستدل عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا عمل ہے کہ انہوں نے بصرہ میں آئے ہوئے زلزلہ کے لئے گرہن کی طرح نماز پڑھی، اور فرمایا: قدرتی نشانیوں کے لئے اسی طرح نماز پڑھنی چاہیے۔ (دیکھئے: سنن الکبریٰ للبیہقی ۷/ ۳۵۸)

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ نے بھی اسی رائے کو راجح قرار دیا ہے۔ (دیکھئے: الشرح الممتع علی زاد المستقنع ۵/ ۱۹۵)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: ہر قدرتی نشانی مثلا زلزلہ وغیرہ کے لئے گرہن کی طرح نماز پڑھنی چاہیے۔ (دیکھئے فتاویٰ ابن تیمیہ ۵/ ۳۵۸)

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں تفقہ فی الدین عطا فرمائے اور علم وبصیرت کے ساتھ سنت رسول ﷺ کے مطابق اپنی عبادات انجام دینے کی توفیق بخشے۔ آمین

☆☆☆

وحید الزماں
اسسٹنٹ سیکریٹری جامعہ اسلامیہ سلفیہ عبداللہ پور، جھارکھنڈ

علامہ حافظ مولانا مصلح الدینؒ کی تبلیغی خدمات

جامع المعقولات والمنقولات حضرت العلامہ حافظ مولانا مصلح الدینؒ ضلع اعظم گڑھ اتر پردیش کے مشہور ومعروف گاؤں جیراجپور میں ۱۹۲۱ء میں پیدا ہوئے۔ مولانا بچپن سے ہی نہایت ذہین وقوی الحافظہ تھے۔ دس سال کی عمر میں ناظرہ اور حفظ قرآن ودیگر ابتدائی عربی کتابوں کی تعلیم حاصل کر چکے تھے۔ اس کے بعد اپنے دادا حضرت مولانا عبدالغفورؒ کے ہمراہ مدرسہ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ تشریف لے آئے اور یہاں درسی علوم وفنون کی تکمیل کی اور صرف اٹھارہ سال کی عمر میں ایک جید عالم بن کر نکلے۔ مولانا کے ہم سبق سات اور رفیق تھے جن کو ان کے استاذ محترم اس انداز میں رشک کیا کرتے تھے جس طرح آسمان کو اپنے ستارے پر رشک، مجھے ان سات شاگردوں پر بھی ویسے ہی رشک حاصل ہے۔ طالب علمی ہی کے زمانے سے آپ کی ذہانت وفطانت قابل توجہ تھی۔ اپنے ظاہر وباطن کی یگانگی کی وجہ سے ان کے ہم عصر ان کی کافی عزت کرتے تھے۔ مہارت اور پرہیزگاری کی بنیاد پر اراکین دارالعلوم احمدیہ سلفیہ نے آپ کو بحیثیت مدرس بحال کرلیا اور مولانا محترم وہاں مسلسل پندرہ سال تک تدریسی وتبلیغی فرائض حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیتے رہے۔

۲۲ رجنوری ۱۹۴۸ء کو موصوف مدرسہ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ سے عبداللہ پور صاحب گنج (جھارکھنڈ) تشریف لائے اور مستقل طور پر جامعہ اسلامیہ سلفیہ عبداللہ پور میں تیس برسوں تک تدریسی وتبلیغی فرائض انجام دیئے گویا زندگی کا نصف حصہ عبداللہ پور میں گذار دی۔ ان کی تبحر علمی اور تدریسی صلاحیتوں کا شہرہ دور دراز تک ہونے لگا اور علم حدیث پر دسترس کے چرچے عام ہونے لگے اور جھارکھنڈ کے پسماندہ ضلع صاحب گنج کے ایک دیہات میں واقع جامعہ اسلامیہ سلفیہ عبداللہ پور میں بھی نمایاں تبدیلی وترقی کے باب کھلنے لگے۔ بہار، بنگال، جھارکھنڈ، اتر پردیش اور دور دراز علاقے کے سینکڑوں تشنگان علم کی پیاس بجھتی رہی۔ ان کے تلامذہ میں ایسے طالبان علم بھی شامل ہوئے جو دوسرے مدارس سے سند فراغت لے کر آئے حتی کہ دورہ حدیث بخاری کے لیے دیوبند، مئو اور مدرسہ عالیہ کلکتہ وغیرہ جیسے بلند تعلیمی اداروں کے فارغین مولانا کے درس میں شامل ہو کر ان کی شاگردی کو اپنے لیے باعث افتخار سمجھتے تھے۔ چنانچہ ان کے شاگردوں کی ایک بڑی تعداد ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے تعلیمی اداروں میں نمایاں طور پر تدریسی خدمات دیتی رہی ہے اور مولانا مرحوم کے مشن تبلیغ دین کے لیے بھی چراغ سے چراغ جلانے پر سرگرم عمل ہیں۔

مولانا موصوف ایک بے بدل عالم دین، خدا آگاہ بزرگ اور مواخاۃ اسلامی کا گراں قدر نمونہ ہی نہ تھے بلکہ ذہانت وفطانت وسعت نگاہی اور محبت ومواساۃ کی خوبیوں سے پُر عبقری شخصیتوں میں سے تھے۔ مرحوم کو نہ صرف تعلیمی میدان میں دستگاہ حاصل تھی بلکہ تقریر وخطابت اور تحریر وانشا پردازی کے جادوگر اور اختصار نویسی کے بادشاہ تھے۔

قومی وعلمی مسائل پر گہری نگاہ رکھتے تھے اور انہیں تبلیغی کاموں سے گہری دلچسپی تھی ان کا مشن تھا کہ امت مسلمہ تمام مسلکی اختلافات اور فرقہ وگروہ بندیوں کے حصار سے نکل کر اسلام اور مسلمانوں کی دینی خدمات کے لیے ایک پلیٹ فارم پر مجتمع ہو جائے اور اسلامی روایات کو تازہ کرے۔ جس دلجمعی کے ساتھ مولانا نے جھارکھنڈ کے اس پسماندہ علاقہ کے دیہاتی ماحول میں زندگی گذاردی یہ ان کی سادگی، بے نفسی اور قناعت کی اعلیٰ مثال ہے اور اس کے پیچھے محض ان کا تبلیغی مشن، تدریسی ذوق اور دینی خدمت کا جذبہ کارفرما تھا۔

اس پسماندہ قبائلی علاقہ میں مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد قبائیلیوں کے درمیان آباد ہے۔ اکثریت غربت، جہالت اور مذہب سے بیگانہ ہے حتی کہ اکثر اپنے تشخص قومی ودینی بھی کھو چکے تھے۔ عیسائی مشنری کا زور اور بدعتی ومعرفتی غیر متشرع پیروں کا استحصال جاری تھا۔ ان کے اندر سے اسلام کی روح نکلتی جارہی تھی۔ حلال وحرام کی تمیز بھی ندارد تھی نت نئے فتنے اٹھتے تھے بنگال کی سرزمین سے بھی وقتاً فوقتاً اسلام دشمن تحریکیں اٹھتیں اور اس علاقہ کا رخ کرلیتیں۔ اس صورتحال نے مولانا کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور قوم کی اس زبوں حالی سے بے چین ہو اٹھتے۔ موصوف نے حالات پر گہری نظر ڈالی اور حق وصداقت کی طاقت کے ساتھ پوری مستعدی سے ان فتنوں کا مقابلہ کرنے کا عزم کیا۔ ملک کے تمام اسلامی تحریکوں اور تبلیغ سے متعلق کارکنوں نیز مدارس کے سربرآوردہ علماء کرام سے رابطہ کرنے اور علاقہ کی تمام برائیوں غیر مذہبی رسوم اور اخلاقی خرابیوں کا سروے کرنے سے معلوم ہوا تو حیرت انگیز واقعات سامنے آئے۔ بدعقیدگی کا یہ عالم تھا کہ کہیں عیسائیت مسلمانوں کو دام فریب میں مبتلا کر رہی تھی تو کہیں قادیانیت ان پر مسلط ہو رہی تھی اور کہیں معرفتی پیراہن

پورے فتنہ کیساتھ حاوی ہوکر انہیں مذہب سے بیگانہ بنا چکا تھا اور کفر والحاد اور زندقہ کے زہریلے ناگ اپنا پھن اٹھائے آزادانہ اپنا زہر دوسروں تک منتقل کرنے میں مصروف تھے۔

مولانا موصوف نے اپنے تدبر بصیرت، عمل پیہم اور جہد مسلسل سے ان فتنوں کا انسداد کیا چنانچہ عیسائیت، قادیانیات، اشتراکیت اور ضلالت وبدعت کے تمام فتنوں نے دم توڑ دیا اس تعلق سے آپ نے بیسیوں چھوٹے چھوٹے پمفلٹ اور رسالے بھی لکھے اور بڑی تعداد میں ان کی اشاعت بھی کی۔

مولانا موصوف علم وفضل کا سمندر تھے، ذہانت وفطانت گہرائی وگیرائی، وسعت ژرف نگاہی، طباعی ونکتہ آفرینی اور فنی درک ومہارت میں اوج کمال کو پہونچے ہوئے تھے۔تقویٰ طہارت کا عالم یہ تھا خالی وقت میں تلاوت کلام پاک اور تدبر وتفکر میں مصروف رہتے تھے۔سادگی وبے نفسی اور شرافت وخوش خلقی قابل رشک تھی۔قول وفعل میں کسی طرح کا تضاد نہ تھا بلکہ سلف کا عملی نمونہ تھے ہر عمل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی سنت کی پیروی کرتے تھے۔تقریر وخطابت کے بادشاہ اور تحریر کے شہسوار تھے۔حالات حاضرہ پر گہری نظر تھی وقت کی سیاست سے خوب آگاہ تھے۔ امت کی فرقہ بندیوں سے نالاں اور بالاتر تھے۔فلاح ملت اور اصلاح امت کے لیے تڑپتا ہوا دل رکھتے تھے اور تبلیغ ورہنمائی کا حوصلہ لیے ہوئے اپنی فہم وبصیرت کو مہمیز دی اور جامعہ اسلامیہ سلفیہ عبداللہ پور میں شعبہ تبلیغ قائم کیا اور تبلیغی شعبہ سے لٹریچروں کی اشاعت مختلف زبانوں میں ہونے لگی۔چھوٹے چھوٹے پمفلٹ لکھے اور عام کیا۔ان کا ماننا تھا کہ اس سے ذرا بھی غفلت ان فتنوں کے لیے پھر موقع فراہم کرسکتی ہے اس لیے مختصر کتابچے اور اشتہارات گھر گھر پہونچائے جائیں انہوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ ملک کے ممتاز عالموں اور ماہرین تعلیم سے جلسوں میں تقریریں کروائیں۔ جہاں ضرورت پڑی خود گئے اور ٹیمیں بنا بنا کر ان علاقوں کا دورہ شروع کیا نتیجہ یہ نکلا کہ ہر محاذ پر نبرد آزمائی کے آگے باطل ٹک نہ سکا اور کمیونزم، قادیانیت، عیسائیت، بدعت اور نام نہاد پیروں کی کفرسازتگ ودو اور اس طرح کے کتنے ہی فتنے دم توڑ گئے۔مولانا نے کمال شناوری سے کشتی ملت کی ناخدائی کی اور بھنور سے نکال کر ساحل تک پہونچا دیا اور ایک صالح معاشرہ کی بنیاد قائم کی آج بھی اس علاقے میں بدعت وخرافات کا نہ ہونا مولانا کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

مولانا اپنے تجربات کی روشنی میں اس مشن کو ملک گیر پیانے پر جاری رکھنے کی خواہشوں کی تکمیل چاہتے تھے لہٰذا اپنے اغراض ومقاصد اعلیٰ کے لیے انہوں نے جامعہ اسلامیہ سلفیہ عبداللہ پور کو خیرآباد کہا اور جامعہ سلفیہ مرکزی دارالعلوم بنارس اس خیال سے تشریف لے گئے کہ وہاں پریس اور دیگر تمام سہولتیں میسر آئیں گی نیز اس مرکزی مقام سے مشن تبلیغ کو زبردست تقویت ملے گی اس مقصد کی تکمیل کے لیے آپ وسیع پیانے پر دینی رسائل، کتابچے اور پرچے کی ترتیب وتدوین میں مصروف ہی ہوتے تھے کہ مختصر سی علالت کے بعد ۱۹؍دسمبر ۱۹۸۱ء مطابق ۲۱ صفر ۱۴۰۲ھ بروز شنبہ وہ اس دار فانی سے ہمیشہ ہمیش کے لیے رخصت ہوگئے۔سچ کہا گیا ہے کہ۔موت العالم موت العالم

مولانا کی وفات سے ہندوستان کے اہل علم وبصیرت کے درمیان جو خلا پیدا ہوا تھا وہ نہ صرف جماعت اہل حدیث کے لیے بلکہ پوری امت مسلمہ کے لیے ایک عظیم ملی نقصان تھا، اس خلا کو اب تک محسوس کیا جاتا رہا ہے۔مولانا موصوف نہ صرف ایک جید عالم تھے بلکہ وہ مبلغ دین اور کتاب وسنت کے پابند، وضع قطع، شریعت محمدی کے پیکر بھی تھے۔بستر مرگ پر بھی اپنی تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھیں وہ اس سرائے فانی میں نہ رہے لیکن ان کے شاگردوں اور ان کی نیک اولاد خصوصا ڈاکٹر مفضل حسین مدنی استاذ جامعہ سنابل دہلی، ان کے لٹریچر اور پمفلٹ رسالے ان کی یاد دلا رہے ہیں اور ان کے علمی کارنامے ہمارے لیے مشعل راہ ثابت ہورہے ہیں۔

کسی قوم کے لیے اپنے اکابر کے مشن کو جاری وقائم رکھنا اور ان کے چراغ کو جلائے رکھنا ہی ان سے سچا خراج عقیدت ہے امید ہے کہ مولانا سے محبت رکھنے والے ان کے رفقاء، شاگردان، ان کی نیک اولاد، اخوان اہلحدیث ان کے تبلیغی مشن کو جاری رکھیں گے؟

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی تازہ پیشکش

نکاح نامہ رجسٹر

☆ کتاب وسنت کی روشنی میں تیار شدہ

☆ مارکیٹ میں دستیاب تمام نکاح ناموں سے منفرد۔

☆ نکاح سے متعلق بنیادی احکام ومسائل سے آراستہ

☆ نہایت دیدہ زیب اور آرٹ پیپر پر طباعت

☆ ہر مسجد ومدرسہ کی بڑی ضرورت۔

اوراق:150 قیمت:Rs.200/-Net

طب و صحت

ڈاکٹر ایم این بیگ
پوسٹ بکس ۱۸، ٹونک-304001
فون:01432-244018
موبائل:09460805389

اس سے قبل جگر Liver کی بیماریوں سے متعلق، مفصل ومدلل، جدید ترین ریسرچ کی روشنی میں کئی بار لکھا جاچکا ہے، ازقانی کے متعلق بھی کلینکل تجربات کی تفاصیل کے ساتھ لکھا گیا تھا کہ اب تک تو یہ نسخہ یرقان Jaundice Fatty infiltration of liver کے علاوہ جگر کی کم وبیش ساری بیماریوں اور خرابیوں کا ازالہ کردینے میں کامیاب ثابت ہوچکا ہے، علاوہ ازیں ناسور، بھگندر، بواسیر، اکزیما، سورائی سس وغیرہ کے نسخہ جات بھی کئی بار تحریر کردیئے گئے، ناظرین نے استعمال کئے اور خاطر خواہ نتائج رونما ہوئے، یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے، وہی شافی مطلق ہے، اب عرض یہ ہے کہ میں عمر کی آخری منزل میں ہوں، زندگی کا ویسے بھی کوئی بھروسہ نہیں، نہ جانے کب شمع حیات گل ہوجائے اور اس میں عمر کی اگرچہ کوئی قید نہیں لیکن بڑھاپے میں موت کا امکان بڑھ ہی جاتا ہے۔ نصف صدی سے زیادہ عرصے سے میں ''طب وصحت'' کے ذریعے حتی المقدور آپ کی خدمت میں منہمک ہوں، فی الوقت کہنا یہی ہے کہ اگر خدانخواستہ کسی لاعلاج بیماری سے ناظرین کرام میں سے کوئی صاحب دوچار ہیں تو مفصل حالات لکھ کر یا موبائل پر رابطہ کرسکتے ہیں، یہ بالکل فری سروس ہے، ایسی ادویہ تجویز کردی جائیں گی جو مریض یا تیماردار مقامی طور پر، اجزاء خرید کر تیار کرسکیں گے، لیکن مناسب یہ ہے کہ پہلے مقامی طور پر علاج کرالیں پھر بھی علاج نہ ہو تو ہم سے رابطہ کریں۔ جنسی امراض کے سلسلے میں بھی مضر، ناکارہ، نقصاندہ ادویہ کا اخبارات اور ٹی وی پر خوب پرچار ہورہا ہے، ایسے مریضوں کو بھی ہم اپنے خاندانی، صدری، قدیمی، مجرب نسخے تجویز کردیتے ہیں جو بآسانی مریض صاحبان ہی مقامی طور پر ان کے اجزاء خرید کر تیار کرلیتے ہیں، یہ تجارتی نہیں بلکہ خالص فلاحی اور رفاہی خدمت ہے۔

آپ سب ناظرین کریم بخوبی واقف ہیں کہ شوگر کی بیماری ہمارے ملک میں طوفان بلاخیز کے مانند پھیل رہی ہے، ہم نے اس ضمن میں بھی رہنما اصولوں اور حفاظتی تدابیر کے حوالے سے بہت لکھا ہے اور بار بار لکھا ہے، آج کل خوب گمراہ کن اشتہارات اور پبلسٹی کے ذریعہ یہ پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ اس بیماری کا مکمل دیرپا اور شافی علاج ادویہ سے ہوجاتا ہے، جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے، ابھی تک اس کا مکمل علاج دریافت نہیں ہوسکا ہے یہ حقیقت تلخ ضرور ہے لیکن صدفی صد صحیح ہے کہ نسخہ کارگر صرف یہی ہے کہ زندگی بھر علاج اور زندگی بھر پرہیز یہی حرف آخر ہے۔ اس کے ساتھ جو دیگر عوارض رونما ہوجاتے ہیں جیسے جنسی کمزوری وغیرہ تو اس کا علاج بھی، وقفوں کے ساتھ کیا جائے کیونکہ اگر نوجوانوں میں یہ لاحق ہوجائے تو عائلی زندگی پر تباہ کن اثرات مرتب ہوسکتے ہیں وقفوں کے ساتھ صرف وہی ادویہ استعمال کی جائیں جن سے ضمنی طور پر مضر اثرات رونما نہ ہوں کیونکہ یہ مضر اثرات لاعلاج ہوسکتے ہیں اور ان کا تدارک عام طور پر نہیں ہوپاتا ہے۔

بیماریوں سے ہوشیار: ناخن، جلد، منہ کا بغور معائنہ کرکے بیماریاں پہچانئے:

ناخن: ناخونوں پر سفید دھبے: جگر کی خرابی اور جسم کے رنگ Zinc کی کمی ہوجانے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ **جلد**: چہرے پر خراشیں بھی جسم میں زنک کی کمی ہوجانے کے باعث نظر آتی ہیں۔ جلد کی خشکی اور پپڑیاں (باریک پرت) اترنے کا مطلب ہے فرائی نوڈرما (ایک قسم کی جلدی بیماری) کا آغاز، یہ بیماری، جسم میں Carotin (کیروٹن) کی مقدار زیادہ ہوجانے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

منہ: سفید اور کھردری زبان جسم میں فولاد Iron کی کمی ہوجانے کے باعث ہوتی ہے۔ زبان میں ذائقے کے احساس کی کمی ہوجائے یا مکمل طور پر احساس ہی ختم ہوجائے (بطلان احساس) تو یہ سب کچھ زنک اور وٹامن B.Complex خصوصاً B/2 کی کمی ہوجانے سے ہوتا ہے، اگر منہ میں کڑواہٹ کا احساس ہوتا ہے، جو چیز بھی کھائی جائے وہ کڑوی لگتی ہے، ہونٹوں پر خشکی کی وجہ سے پپڑی جمی رہتی ہے اور دانتوں کے بالائی حصوں میں کھردرے نشانات نظر آتے ہیں تو سمجھ لیجئے کہ یہ سب کچھ وٹامن B/2 اور وٹامن C کی کمی کے باعث ہے۔

مفید مشورے: ☆ اگر معدے میں السر ہے، یا ہائی پرایسڈٹی Hyperacidity ہے، تو کھٹی اشیاء سے پرہیز کرنا بہت ضروری ہے، دہی، لیموں، ٹماٹر، املی، اچار، ہرگز، ہرگز استعمال نہ کریں، دیسی اجزاء پر مشتمل چورن بھی بیحد مفید ثابت ہوں گے، علاج سے غافل نہ رہیں، ایلوپیتھک دوائیں اس میں مفید ثابت ہوتی ہیں، دودھ بھی مفید ہے۔ ☆ پیلیا کے علاج کے مرض میں گڑ بیحد مفید ہے، گڑ درحقیقت غریب عوام کا گلوکوز ہے، ارقانی والا نسخہ بھی مفید ہے اور صدفی صد کامیاب ہے۔ ☆ ناسور، بھگندر، Wetczyma اور سورائیسس میں حب سیمابی بہت کامیاب ہے، اس کا نسخہ کئی بار آپ کے ہردلعزیز ''جریدہ ترجمان'' میں معہ ترکیب استعمال و پرہیز لکھا جاچکا ہے، اپنے طور پر خود ہی تیار کر استعمال کریں۔ ☆ آج کل جنسی امراض کی ادویہ کی باڑھ آئی ہوئی ہے، ان میں سے زیادہ تر بوگس ہوتی ہیں، امراض کو لاعلاج بنادیتی ہیں، اس لئے کوالیفائیڈ ڈاکٹروں سے علاج کرائیے، اشتہاری طاقت فروشوں سے دوری بنائے رکھیں۔ ☆ سوزاک Gonorrhoe کے علاج میں تاخیر نہ کریں، ورنہ قرحہ پرانا ہوجائے تو اندمال کے بعد Strictire بن جاتا ہے، پیشاب میں رکاوٹ پیدا ہوجاتی ہے، چنانچہ زندگی بھر مجری بول (پیشاب کی نالی) میں سلائی (بلنٹ Blunt) کے ذریعہ، اس کو کشادہ کرنے کے تکلیف دہ عمل سے دوچار ہونا پڑتا ہے، ''حب سیمابی'' بہت مفید ہے اس کا نسخہ کئی بار شائع کیا جاچکا ہے۔ ☆ ٹی، بی Tuberclosis کا علاج صرف ایلوپیتھک ادویہ سے ہی ہوسکتا ہے اس کا جڑی، بوٹیوں اور جوشاندوں خمیروں سے علاج نہیں ہوسکتا۔ ☆☆

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

(۱)

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے رکن مجلس شوریٰ حکیم محمد عرفان کا انتقال پُر ملال

دہلی۔۱۰؍جنوری ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے رکن مجلس شوریٰ حکیم محمد عرفان کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اوران کی موت کو ملک وملت اور جماعت کا خسارہ قرار دیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ حکیم محمد عرفان صاحب نیک،ملنسار، اچھے اخلاق وکردار سے متصف اور دینی وملی کاز سے کافی دلچسپی رکھتے تھے اور لمبی مدت سے صوبائی جمعیت اہل حدیث پنجاب کی مجلس عاملہ اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔اور مجلس شوری کے اجلاسوں اور کانفرنسوں میں پابندی سے شرکت کرتے تھے ۔اسی طرح متعدد سیاسی وملی جماعتوں سے وابستہ رہے،سابق میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن بھی رہے۔سیاسی وملی مسائل پر آپ کے تجزیے بڑے شوق سے پڑھے اور سنے جاتے تھے۔آپ اچھے خطیب تھے اور قرأت بھی اچھی کرتے تھے۔اور مجھ ناچیز سے بڑی محبت کرتے اور برادرانہ راہ ورسم رکھتے تھے۔مالیر کوٹلہ کا سفر آپ سے ملاقات اور دولت کدے پر حاضری کے بغیر ان کو برداشت اور قبول نہ تھا۔اس تعلق خاطر کے اسباب ووجوہ میں سے ایک وجہ یہ تھی کہ ان کی اہلیہ ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس مرحوم سابق نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی عم زادی تھیں۔کل رات مختصر علالت کے بعد تقریباً ۱۱؍بجے آبائی وطن مالیر کوٹلہ پنجاب میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے ۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔اور آج صبح گیارہ بجے اجاروتکیہ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔پسماندگان میں اہلیہ، ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔اہلیہ معروف علمی ودینی خانوادۂ محدث عظیم علامہ عبدالرحمن مبارکپوری کی چشم وچراغ ہیں۔ان کی موت سے پوری جماعت سوگوار ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے ،خدمات کو قبول کرے، جنت الفردوس کا مکین بنائے اور پسماندگان کو صبر وسلوان کی توفیق بخشے اور صوبائی جمعیت اہل حدیث پنجاب کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔آمین

پریس ریلیز کے مطابق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے جملہ ذمہ داران وکارکنان مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا گو ہیں۔

(۲)

عدالت عظمیٰ کے فیصلے میں تاخیر باعث تشویش: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

دہلی:۲۴؍جنوری ۲۰۲۰ء

شہریت ترمیمی قانون (C.A.A.) کو آئینی بنیادوں پر کالعدم قرار دئے جانے سے متعلق عدالت عظمیٰ میں دائر پٹیشنز پر بروقت سماعت کر کے کوئی فیصلہ نہ آنے اور اسے مزید چار ہفتوں کے لئے ملتوی رکھنے سے قوم تشویش میں مبتلا ہے۔عدالت کے اپنے پروسیزر ہوتے ہیں پھر بھی کیا ہی بہتر ہوتا کہ وہ اس سلسلے میں جلد از جلد فیصلہ سناتی تا کہ ہر چہار سو پھیلی بے چینی دور ہوجاتی اور جو بلالحاظ مذہب وملت ہندو، مسلم ،سکھ اور عیسائی وغیرہ سبھی ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں نہ صرف شہروں کے اندر بلکہ گاؤں دیہات میں بھی سراپا پُر امن احتجاج بنے ہوئے ہیں اور بچے بوڑھے، مرد وعورت گزشتہ ایک ماہ سے بھی زائد عرصے سے سخت سردی اور بارش میں کھلے آسمان تلے بیٹھ کر اس قانون کے خلاف اپنی آواز بلند کر رہے ہیں، وہ راحت کی سانس لیتے۔

ماہرین قانون کے مطابق یہ قانون آئین کی کئی بنیادی دفعات اور گنگا جمنی تہذیبی روایات کے خلاف ہے اور اس نے جہاں ملک کی سب سے بڑی اقلیت کو ذہنی تکلیف واذیت نیز اضطراب وبے چینی میں مبتلا کر دیا ہے وہیں کروڑوں بھومی ہینوں، خانہ بدوش باشندوں اور تمام اہل وطن کو بھی لائن میں کھڑا کر دینے کا سامان فراہم کر دیا ہے اس ملک کے ہزاروں، لاکھوں غیر مسلم انصاف پسند دانشوران، اہل علم وفن اور امن پسند شہری بھی سخت تشویش میں مبتلا ہیں اور اسے جمہوریت ، انصاف اور آئین کے خلاف قرار دے رہے ہیں۔لہٰذا عدالت عظمیٰ سے ہماری التجا ہے کہ اس سلسلے میں عدالتی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اپنا عادلانہ فیصلہ جلد سنائے تا کہ ہندوستانی قوم اضطراب وبے چینی کی کیفیت سے باہر نکل سکے۔

(۳)

تمام دیش واسیوں کو یوم جمہوریہ مبارک ہو

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے المعہد العالی اہل حدیث کمپلیکس، اوکھلا میں تقریب یوم جمہوریہ و پرچم کشائی کے موقع پر امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کا قوم وملت کے نام پیغام

دہلی:۲۷؍جنوری ۲۰۲۰ء

آج پورے دیش بلکہ سارے وشو میں جہاں کہیں بھی ہندوستانی رہتے بستے ہیں یوم

جمہوریہ کی مبارک تقریب اور قومی پرب منایا جارہا ہے۔ یوم جمہوریہ سب کو مبارک ہو۔ آج کا دن یقیناً ہم سب کے لیے بہت اہم، یادگار اور تاریخی ہے۔ اس دن تمام ہندوستانیوں کو ایک متحدہ قومی لڑی میں پرونے اور پورے دیش کو بلاتفریق تعمیر وترقی کے بام ثریا تک پہنچانے کے لیے بابا بھیم راؤ امبیڈکر نے گاندھی جی، پنڈت جواہر لعل نہرو، مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہ عظیم ہستیوں کی قیادت میں تیار کر کے یہ عظیم آئین ہم سب کو دیا تھا۔ جس نے ہم کو اختیارات بھی دیے ہیں اور آگے بڑھنے کے لیے سمت سفر بھی متعین کیے ہیں اور جس کو کیا ہندو کیا مسلمان، کیا سکھ، کیا عیسائی بلکہ سارے دیش باسی مانتے، تسلیم کرتے اور اُسی کی روشنی میں دیش کو آگے بڑھانے کے لیے کوشاں ہیں۔ ان خیالات کا اظہار مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے کیا۔ موصوف کل یوم جمہوریہ کی مناسبت سے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ واقع اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی میں منعقد تقریب میں ترنگا پرچم کشائی کے بعد حاضرین سے خطاب کرر ہے تھے۔

انہوں نے کہا کہ جس طرح ہم نے متحد ہوکر، جدو جہد کر کے، قربانیاں دے کر اور ''ہندو مسلم سکھ عیسائی، آپس میں سب بھائی بھائی'' کا نعرہ لگا کر اور یک جٹ ہوکر استعمار کے پنجے سے اس عظیم بھارت کو آزاد کرایا تھا اسی طرح ہم عزم کریں کہ ہم سب مل کر اس آئین کی حفاظت کریں گے، اس کی روح کو باقی رکھیں گے، اس کی روشنی میں آگے بڑھیں گے اور دیش کو ترقی یافتہ ممالک کی صف اول میں لا کھڑا کریں گے۔

امیر محترم نے کہا کہ یوم جمہوریہ کے موقع پر ہر سال مدرسوں، اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں میں اس طرح کی تقریبات کا انعقاد ہوتا ہے۔ گویا ہم اس طرح سے اپنی اس پیڑھی سے آئندہ نسل تک اس عزم و حوصلہ کو منتقل کرتے ہیں کہ ہم نے جس جدو جہد، قربانی، حوصلہ، لگن، اتحاد واتفاق اور یکجہتی کے ساتھ دیش کو آزاد کرایا تھا اسی طرح ہم آئندہ بھی باہم متفق و متحد رہیں گے۔ ہر طرح کے داخلی وخارجی چیلنجز کو قبول کریں گے، دیش کو تعمیر وترقی کے عروج پر پہنچائیں گے، دنیا بھر میں دیش کا نام روشن کریں گے، انسانیت کے لیے پورے سنسار میں کام کریں گے اور امن وشانتی کے پیغام کو عام کریں گے۔ یہی یوم جمہوریہ کا اصل پیغام ہے۔

پریس ریلیز کے مطابق المعہد العالی میں گزشتہ برسوں کی طرح اس سال بھی تقریب یوم جمہوریہ کے انعقاد کا اہتمام ہوا جس میں پرچم کشائی کے بعد دیش گان گایا اور ترانہ ہندی گنگنایا گیا اور حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اس تقریب میں المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ کے اساتذہ وطلبہ، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کارکنان، صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی کے بعض ذمہ داران ودیگر جو حضرات شریک ہوئے ان میں مفتی جمیل احمد مدنی، ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی، مولانا محمد اشفاق ریاضی، انجینئر قمر الزماں، ڈاکٹر عبدالواسع تیمی، مولانا جمیل اختر سلفی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

(۴)

شیخ عبدالعزیز مدنی طیبی کا سانحۂ ارتحال بڑا علمی خسارہ

دہلی، ۲۷؍جنوری ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کی پریس ریلیز کے مطابق جماعت کے ایک بزرگ عالم دین مولانا عبدالعزیز مدنی طیبی کا آج بتاریخ ۲۷؍جنوری بروز پیر صبح آٹھ بجے اپنے قصبہ بڑھنی، ضلع سدھارتھ نگر، اترپردیش میں تقریباً ۷۶ سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

امیر محترم نے ان کے سانحۂ ارتحال پر اپنے شدید رنج وغم کا اظہار فرمایا ہے اور ان کی موت کو جماعت وملت کا بڑا خسارہ قرار دیا ہے۔ مولانا موصوف کی پیدائش ضلع بلرامپور کی مردم خیز اور معروف علمی وجماعتی بستی موضع طیب پور میں ۱۹۴۲ء یا ۱۹۴۳ء میں ہوئی۔ انہوں نے قرب وجوار کے مدارس کے علاوہ جماعت کے قدیم ترین ومعروف علمی مرکز جامعہ اسلامیہ فیض عام، مئو میں تعلیم حاصل کی اور دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی۔ چندسال جمعیت اہل حدیث گونڈہ کے آرگنائزر رہے پھر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ کا شرف حاصل ہوا اور چار سال وہاں تعلیم حاصل کرنے کے بعد بی اے کی ڈگری سے سرفراز ہوئے۔ اس کے بعد موصوف تاحیات نیپال کی مرکزی تعلیمی وتربیتی درسگاہ جامعہ سراج العلوم السّلفیہ جھنڈانگر میں درس وتدریس، دعوت وارشاد کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ وہ جامعہ کے ایک مؤقر وقدیم استاذ تھے اور ترجمہ قرآن مجید، ادب، صرف، نحو نیز عقیدہ کے کامیاب مدرس اور کتاب وسنت کے حقیقی ترجمان تھے۔ موصوف بڑے ہی مرنجاں مرنج اور مہمان نواز شخص تھے۔ رفاہی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور اس طرح حرکت وعمل سے بھرپور زندگی گزاری۔ آپ کے شاگردان کی بڑی تعداد دینی، علمی، دعوتی، رفاہی کاموں میں مصروف عمل ہے جو ان کے لئے صدقۂ جاریہ ثابت ہوگی۔ ان شاء اللہ

امیر محترم نے کہا ان کی وفات نہ صرف ان کے اہل خانہ بلکہ پوری جماعت وملت اور جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر جو کہ اپنے ایک باکمال مخلص محنتی استاذ اور کامیاب مربی سے محروم ہوگیا ہے، کا بڑا خسارہ ہے۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ پانچ بیٹے، دو بیٹیاں اور پوتے و پوتیاں، نواسے ونواسیاں ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنۃ الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور جامعہ سراج العلوم کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے ان کی نماز جنازہ وتدفین دودھونیاں کے قبرستان میں عمل میں آئی۔

امیر محترم کے علاوہ ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی، ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز، ودیگر جملہ ذمہ داران وکارکنان جمعیت نے ان کے پسماندگان ومتعلقین، جامعہ سراج العلوم کے ذمہ داران اور متعلقین نیز جملہ سوگواران سے اظہار تعزیت کیا ہے اور ان کے لئے مغفرت اور بلندئ درجات کی دعا کی ہے۔ ☆☆

جماعتی خبریں

اتحاد امت کانفرنس: بتاریخ ۵/جنوری ۲۰۲۰ بروز اتوار جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر کے زیر سرپرستی جمعیت اہل حدیث پونہ نے مسجد الفلاح میں ''اتحاد امت کانفرنس'' کا انعقاد کیا۔ کانفرنس کی صدارت صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر کے ناظم اعلیٰ فضیلت الشیخ سرفراز احمد اثری حفظہ اللہ نے کی۔

اس موقع پر مالیگاؤں سے شیخ جلال الدین قاسمی صاحب اور حیدرآباد سے شیخ سمیع اللہ جامعی صاحب نے سامعین سے خطاب کیا۔ قاسمی صاحب نے اتحاد ملت وقت کی اہم ضرورت کے عنوان پر وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا فَتَفْشَلُوا کی روشنی میں تفصیلی گفتگو کی اور بتایا کہ اتحاد کی بنیاد قرآن وحدیث ہے جس کی بنیاد پر اتحاد مفید اور ثمر آور ہوسکتا ہے اور باہمی تنازعات سے بچنے کا یہ بہت ہی موثر ذریعہ ہے اسی کے ذریعے اپنے آپسی اختلافات کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ شیخ نے کہا کہ اتحاد میں بہت سے فائدے مضمر ہیں اور اختلاف میں نقصان ہی نقصان ہے۔

شیخ سرفراز احمد اثری نے خطبہ صدارت پیش کیا اور موجودہ حالات میں صبر وثبات قدمی کی اہمیت اور اس سے متعلق رسول اللہ کی سیرت کے حوالے سے بہت ہی عمدہ نصیحت فرمائی اور اس بات پر بھی زور دیا کہ ملک کے حالات کے تناظر میں ہمارا ملی وجماعتی اتحاد بہت ہی اہمیت کا حامل ہے ہمیں سنجیدہ ہوکر آپسی تنازعات کو ختم کرنے اور اتحاد وباہمی اخوت کی فضاء کو بحال کرنا چاہیے۔

اخیر میں کانفرنس کے ناظم محترم نے جمعیت اہل حدیث پونہ کی جانب سے علماء کرام، ذمہ داران جمعیت، مہمانان کرام وشرکاء کانفرنس کا شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر جناب آصف شیخ نائب امیر جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر اور خازن جمعیت حنیف انعامدار صاحب، سلیم صاحب، نثار حاجی صاحب ودیگر احباب نے خصوصی شرکت کی اور عوام کی کثیر تعداد نے بھی کانفرنس سے استفادہ کیا۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہماری کوششوں میں برکت دے اور قبولیت سے ہمکنار فرمائے۔ آمین (منجانب شعبہ نشر واشاعت صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر)

اساتذہ کی صلاحیت سازی پر ورکشاپ: اساتذہ کسی بھی قوم یا معاشرہ کے معمار ہوتے ہیں وہ قوم کو تہذیب وتمدن، اخلاقیاتی ومعاشرتی اقدار سے واقف کراتے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ استاذ کی حیثیت کسی بھی معاشرہ میں ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے۔ اسی لیے تو استاذ کو National Builder کا خطاب دیا گیا ہے۔ کیوں کہ کسی بھی قوم کا مستقبل اس قوم کے اساتذہ کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ ایک استاذ قوم کو تربیت دیتا ہے، وہی خیر وشر کی تمیز سکھلاتا ہے۔ استاذ قوم کا محسن ہے، خیر خواہ ہے، مستقبل سنوارنے کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔

اسی اہمیت کے پیش نظر جمعیت اہلحدیث جھوم پورہ کے زیر نگرانی یک روزہ Teachers capacity Building Workshop (اساتذہ کی صلاحیت سازی پر ورکشاپ) کا مؤرخہ ۲/جنوری ۲۰۲۰ء بروز جمعرات اقرأ انگلش میڈیم اسکول، اسلام پور میں منعقد ہوا۔ جس میں بحیثیت ٹرینر Trainer صوبہ اڈیشہ کے جناب شیخ میمور سلطان (Trainer and Principal CBSC) (مقیم راجستھان) نے تمام معلمین ومعلمات کو درس وتدریس کے طریقے، بچوں میں تعلیمی رغبت پیدا کرنے کا ہنر اور تعلیمی امور کے اہم نکات پر روشنی ڈالی۔

اس ورکشاپ میں مدرسہ فاطمۃ الزہراء للبنات، اقرأ انگلش میڈیم اسکول جھوم پورہ، یوجی یوپی مکتب جھوم پورہ، مدرسہ شمس العلوم کے معلمین ومعلمات کے علاوہ مقامی جمعیت کے امیر جناب حفیظ الرحمان صاحب، نائب امیر جناب ماسٹر صلاح الدین انصاری صاحب، ناظم جناب ماسٹر مظفر اخلاق صاحب، نائب ناظم جناب محمد امتیاز عمری صاحب، رکن جمعیت جناب ماسٹر عبد الرحمان صاحب، ریٹائرڈ ماسٹر جناب محمد اشتیاق مظہر صاحب، سابق صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم جناب مولانا نجم الھدی سلفی صاحب اور جناب محمد عاصم انصاری صاحب کے علاوہ اراکین جمعیت شریک رہے۔ (محمد حفیظ الرحمان، صدر جمعیت اہلحدیث جھوم پورہ)

شہر کولکاتہ میں دعوتی و اصلاحی پروگرام کا انعقاد:

۱۹/جنوری، ۲۰۲۰، لال مسجد اہل حدیث بولائی دت اسٹریٹ، کولکاتا میں دعوتی واصلاحی پروگرام کا انعقاد ہوا۔ جس میں مولانا ذکی احمد مدنی، مولانا معروف سلفی، مولانا ثناء اللہ صادق تیمی، مولانا عالمگیر تابش تیمی، مولانا اعزاز الرحمٰن مدنی، مولانا خوشحال مدنی اور مولانا شاکر عادل مدنی کی شرکت رہی۔ یہ پروگرام دو نشستوں پر مشتمل تھا۔ پہلی نشست کی صدارت شہری جمعیت اہل حدیث کولکاتا ومضافات کے ناظم مولانا معروف سلفی صاحب نے کی جب کہ دوسری نشست کی صدارت شہری جمعیت اہل حدیث کولکاتا ومضافات کے امیر اور صوبائی جمعیت اہل حدیث مغربی بنگال کے قائم مقام ناظم مولانا ذکی احمد مدنی صاحب نے فرمائی۔ نشست کا آغاز جامعہ الہدی الاسلامیہ کے طالب علم جاوید اختر کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جب کہ طالب علم مرتضی اسلام نے نعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پیش کی۔ اس کے بعد مولانا عالمگیر تابش تیمی صاحب نے "نیک خاتون دنیا کی بہترین

شئی" کے عنوان پر تقریر کی۔ اور نیک خاتون کی اہمیت و برکت اور اس کی فضیلتوں کو بیان کیا۔ مولانا معروف سلفی صاحب نے "رسول صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہان کے لیے رحمت ہیں" کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح اللہ تمام جہانوں کا رب ہے، اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں۔

بعد نماز عشاء دوسری نشست کا آغاز طالب جامعہ کی تلاوت سے ہوا۔ اس کے بعد "آزادی ہند میں مسلمانوں کے کردار" کے عنوان پر مولانا ثناء اللہ صادق تیمی مترجم فوری حرم مکی نے خطاب کیا اور ہندوستان کو ہندوستان بنانے میں مسلمانوں کے عظیم اور شاہکار کردار کو بیان کیا۔ ساتھ ہی مسلمانوں سے درخواست کی کہ وہ اپنے اسلاف کی روشن تاریخ کو پڑھیں اور اپنے بچوں کو سنائیں۔

اس کے بعد اس نشست کے آخری مقرر اور صدر جلسہ مولانا ذکی احمد مدنی صاحب نے ''موجودہ حالات میں ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان پر اپنے خطاب میں موجودہ حالات میں نیت کی درستگی، توبہ و استغفار، استقامت، تعلیم اور سماج کی فلاح و بہبود اور اس کی تعمیر و ترقی کے لیے کام کرنے جیسے امور کو اختیار کرنے پر زور دیا۔ واضح رہے کہ پروگرام میں خواتین کے لیے بھی معقول انتظام تھا۔ شہر کولکاتا کے علاوہ اس کے مضافات سے بھی لوگوں کی اچھی خاصی تعداد شریک تھی جنہوں نے بڑے صبر و تحمل کے ساتھ مقررین کے خطاب سے استفادہ کیا۔ (ابوار یبہ عالمگیر تابش تیمی، کولکاتہ)

ضرورت داعی و مبلغ: صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹرا کو ایک باصلاحیت، معتبر اور مخلص داعی و مبلغ کی ضرورت ہے جو سلفی ادارہ سے فارغ ہو، کم از کم پانچ سال کا تجربہ اور دینی و دعوتی مزاج رکھتا ہو، صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹرا کی طرف سے صوبے کے مختلف شہروں کا دورہ کر سکے۔ خواہش مند حضرات درج ذیل نمبر 9552260666 پر اپنی درخواست ارسال کریں۔ تنخواہ ان شاءاللہ اطمینان بخش رہے گی۔ (صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر)

قارئین براہ کرم تصحیح فرمالیں:

جریدہ ترجمان شمارہ نمبر ۲، جلد نمبر ۴۰، بابت ماہ ۱۶-۳۱ جنوری ۲۰۲۰ء کے کالم ''جماعتی خبریں'' میں صوبائی جمعیت اہل حدیث پنجاب کے انتخاب جدید کی رپورٹ میں صفحہ نمبر 30 پر سہواً سال انتخاب ۲۰۱۹ء کے بجائے ۲۰۱۴ء شائع ہو گیا ہے۔ اس کے لیے ادارہ معذرت خواہ ہے۔ قارئین کرام براہ کرم تصحیح فرمالیں۔

(ادارہ)

شرائط حصول تصدیق نامہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱) وہ طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اور انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دو اساتذہ کا تزکیہ اور صوبائی جمعیت کے امیر و ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات و کاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲) وہ ذمہ داران معاہد و مدارس و جامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یا اس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد توصیہ حاصل کر سکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹر ہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے درخواست بنام ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر یا ناظم کا، ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا نئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ و اساتذہ مذکور ہو۔

(ج) جمعیت کے شعبۂ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ ' جریدہ ترجمان'' (اُردو)، ماہنامہ ''اصلاح سماج'' (ہندی)، نیز ماہنامہ ''دی سمپل ٹروتھ'' (انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اور قدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایاجات کی ادائیگی۔

(۳) علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی و ضلعی جمعیات و معروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔ درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اور عہدہ صاف صاف لکھیں۔ کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یا اس میں حذف و اضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

نوٹ: جو حضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کرلیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج و دی سمپل ٹروتھ کے بقایاجات کی رسید کی فوٹو کاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

☆☆☆

اہل حدیث کمپلیکس اوراہل حدیث منزل کے دونوں تاریخی اورعظیم تعمیری کاموں کے سلسلہ میں

ایک اعلیٰ سطحی وفد متعدد صوبوں کے دورے پر۔ ان شاءاللہ

احباب جماعت اور ہمدردانِ قوم وملت کو معلوم ہے کہ اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی اوراہل حدیث منزل جامع مسجد دہلی میں دوعظیم الشان تاریخی بلڈنگوں کی تعمیر کا کام جاری ہے۔اس سلسلہ میں الحمدللہ اہل حدیث کمپلیکس کے عظیم تعمیری پروجیکٹ کی دوسری منزل کی تسقیف (ڈھلائی) کا کام ہونے والا ہے اوراُردو بازار میں اہل حدیث منزل کی تیسری منزل تک کی تعمیر کا کام مکمل ہواچاہتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے فضل وتوفیق کے بعد محسنین جماعت وجمعیت کی سخاوت وفیاضی کے مرہون منت ہے۔مزید تعاون کے لیے احباب جماعت صوبائی جمعیات سے تنسیق کے بعد مساجد میں باضابطہ ومسلسل اعلان کریں۔اور مندرجہ ذیل اکاؤنٹ میں رقوم ارسال فرمائیں۔

عنقریب ہی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا ایک اعلیٰ سطحی وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہورہا ہے۔اس عظیم اورتاریخی خیر کے کام میں اپنا بھرپور حصہ اور کردار ادا کرکے مشکور وماجور ہوں۔

نوٹ:اس سلسلہ میں متعلقہ صوبوں کے ذمہ داران واعیان کو اطلاع کردی گئی ہے۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind
A/c: 629201058685
ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)
RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292